عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۹ | ۱۷ تا ۲۳/ جمادی الاوّل ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/ مئی ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۱۷

عظیم الشان
ختم نبوّت کانفرنس
سیالکوٹ

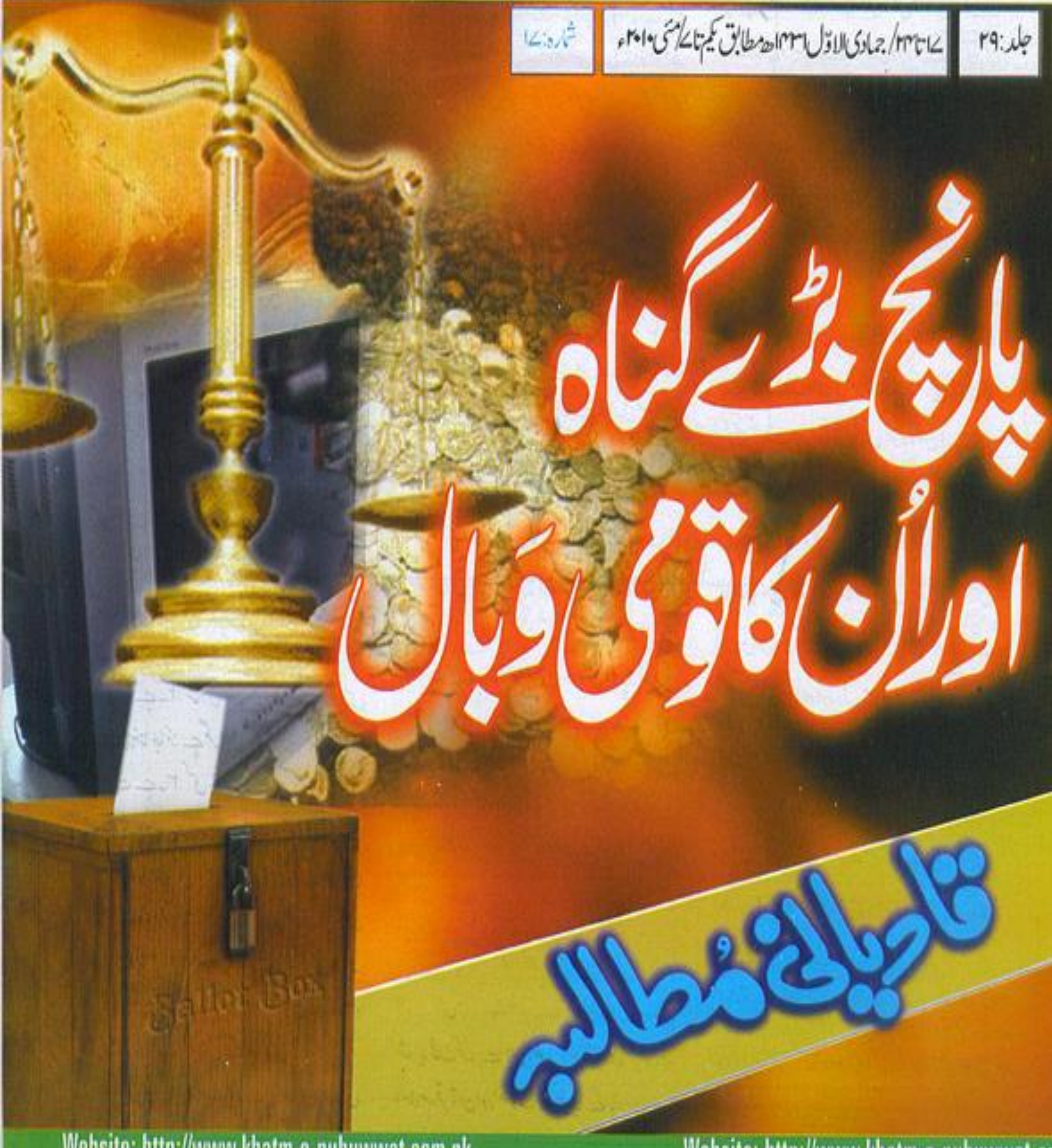

پانچ بڑے گناہ اور اُن کا قومی وبال

قادیانی مطالبہ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.or
http://www.khatm-e-nubuwwat.c

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ

بیوہ کا زیور پہننا

حنا شعیب، کراچی

س:...... ہمارے اکثر بلکہ بہت سے گھرانوں میں شادی کے موقع پر جب نکاح ہوتا ہے تو دلہن کو ناک میں نتھ پہناتے ہیں، بعض تو نتھ نہ پہنانا بدشگونی کی علامت سمجھتے ہیں، کیا یہ عمل شرک ہے اور نیز یہ کہ ایک شادی شدہ عورت کا ناک میں لونگ پہننا ضروری سمجھا جاتا ہے، اگر وہ نہ پہننا چاہے تو اس کو بھی بدشگونی سمجھا جاتا ہے۔ عورت کے بیوہ ہوتے ہی ناک سے لونگ اتروا کر سفید دوپٹہ اڑھاتے ہیں جبکہ بیوہ ہر قسم کے زیور پہن سکتی ہے مگر ناک میں لونگ ہی کیوں پہننے کی شدید ممانعت ہے؟ ایسا کیوں ہے، کیا اسلام میں اس قسم کی بندش وغیرہ بیوہ عورت کے ساتھ ہے؟

ج:...... ناک میں نتھ پہننا تو کوئی ممنوع نہیں، کیونکہ یہ بھی ایک علاقائی زیور ہے، تاہم اس کے نہ پہننے کو بدشگون سمجھنا بر خود غلط اور بدشگون ہے۔ ۲: شادی شدہ عورت کا ناک میں لونگ پہننا جائز ہے مگر اس کو ضروری سمجھنا زنانہ شریعت ہے۔ ۳: کسی خاتون کے بیوہ ہونے کے بعد چونکہ وہ عدت اور سوگ میں ہوتی ہے تو اس کو زیورات پہننا یا بھڑ کیلے اور شوخ کپڑے پہننا بھی ناجائز ہے۔ اس لئے صرف ناک کی لونگ ہی نہیں بلکہ اس کو تمام زیور اتار دینا چاہئے۔ ۴: سفید دوپٹہ تو کوئی ضروری نہیں البتہ سادہ لباس اور سادہ دوپٹہ اور جوڑے استعمال کئے جائیں۔

س:...... کیا ایک عورت پر ساس سسر کی خدمت کرنا فرض ہے، جبکہ ساس وغیرہ جسمانی طور پر تندرست ہوں تو اس کا اس عورت کو ثواب ملے گا یا نہیں؟ اور اگر عورت اپنے شوہر کے کہنے پر سسرال والوں کی خدمت کرنے پر مجبور ہو جبکہ سسرال والوں کا سلوک اس کے ساتھ اچھا نہیں، مگر اس کے شوہر کا سلوک عورت کے ساتھ بہت اچھا ہے، اور بیوی صرف شوہر کی خاطر اچھی بری سننے پر مجبور ہے، جس کی وجہ سے اسے شدید ذہنی پریشانی ہو اور وہ تکلیف میں ہو، اس کا شوہر پر عذاب ہے یا نہیں؟ یا شوہر پر فرض ہے کہ وہ اپنے ماں، باپ، بہن بھائیوں کی خدمت اپنی بیوی سے جبراً کروا سکتا ہے؟ ایسی صورت میں بیوی کیا کرے؟ اسلامی نقطۂ نظر میں اس کے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... کسی خاتون پر شرعاً ساس سسر یا سسرال کی خدمت کرنا لازم اور واجب نہیں، یہ شوہر کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کرے، تاہم اگر کوئی خاتون اپنے شوہر کی دل داری اور ثواب آخرت کے لئے ساس سسر کی خدمت کرے تو یہ اس کے لئے سعادت مندی ہے، بلکہ اس کو ایسا کرنا چاہئے، کیونکہ شوہر کے والدین بھی اب اس کے والدین ہی ہیں۔

متبع سنت کی وضع قطع بنانا

عواد احمد، کوئٹہ

س:...... کچھ عرصہ سے مجھے شیطانی وساوس شدید تنگ کر رہے ہیں، طرح طرح کے خیالات اسلام، قرآن اور خصوصاً کلمہ طیبہ کے بارے میں چوبیس گھنٹے آتے رہتے ہیں، میں قرآن وحدیث کے دلائل وغیرہ دے کر انہیں دور کرنے کی کوشش کرتا ہوں، لیکن فوراً ہی دوسرے لمحے یہ خیالات واپس آنے لگتے ہیں، ان کی وجہ سے اب میں تقریباً ذہنی اور نفسیاتی مریض بن چکا ہوں۔ براہ کرم اس مسئلہ کا ایک جامع، روحانی اور نفسیاتی حل بتائیں؟

ج:...... ان خیالات اور وسوسوں سے پریشان نہ ہوں، ان کی طرف توجہ نہ کریں کہ ان پر کوئی گرفت اور مواخذہ نہیں ہوگا، بس اپنے کام سے کام رکھیں۔

س:...... کیا کسی شخص کے طرز پر مخصوص عمامہ باندھنا، ٹوپی پہننا اور لباس، وضع قطع میں اس کی پیروی کرنا (جبکہ وہ شخص مکمل طور پر سنت نبوی پر عمل پیرا ہو اور دل میں سنت نبوی کے پورا کرنے کی نیت ہو) جائز ہے؟ جیسا کہ بعض لوگ کسی مخصوص فلمی ہیرو کا طرز اپناتے ہیں جبکہ وہ بھی اغیار کے طریقے پر ہوتے ہیں، لیکن اسٹائل اسی کا اپناتے ہیں ایسا کرنا دین کے معاملے میں جائز ہے؟

ج:...... اتباع سنت کی نیت سے ایسے شخص کے قول، فعل، عمل اور وضع قطع کو اپنانا جو اتباع سنت کا نمونہ ہو، جائز ہے۔

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مؤسس

جلد:۲۹ ۱۷ تا ۲۳/ جمادی الاول ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/ مئی ۲۰۱۰ء شمارہ:۱۷

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش

محمد ارشد خرم محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سیالکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد	۵	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
پانچ بڑے گناہ اور ان کا قومی وبال	۷	مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
مفتی سعید احمد جلال پوریؒ.....	۱۲	حافظ فیاض حسن سجاد
قادیانی مطالبات	۱۴	عمار یاسر
عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ	۱۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
شہدائے تحفظ ختم نبوت کانفرنس حسن ابدال	۱۹	عدیل عزیز
عظمت رسالت، اہم ترین پہلو ختم نبوت (۲)	۲۱	مولانا عبدالرحیم اشرفؒ
ٹی وی چینل کی افادیت و ضرر!	۲۶	قاری محمد آصف

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک:۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی:۲۲۵ روپے، سالانہ:۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث — گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

بغیر حساب وعذاب کے جنت میں داخلے کی شفاعت

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: بے شک میری اُمت کے لئے لوگ بھی ہوں گے جو ربیعہ ومضر قبیلوں سے زیادہ لوگوں کے حق میں شفاعت کریں گے، اور میری اُمت میں وہ بھی ہوں گے جو دوزخ کے لئے عظیم الجثہ ہوجائیں گے یہاں تک اس کے ارکان میں سے ایک رُکن بن جائیں گے۔'' (رواہ احمد ورجالہ ثقات، مجمع الزوائد ج:۱۰ ص:۳۸۱)

یہ کون بزرگ ہوں گے جن کی شفاعت سے قبیلہ بنوتمیم سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے؟ شیخ علی قاری رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱۴ھ) مرقاۃ میں لکھتے ہیں:

''کہا گیا ہے کہ: یہ شخص حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں، اور کہا گیا ہے کہ: اویس قرنی ہیں، اور کہا گیا ہے کہ: کوئی اور بزرگ ہیں۔ زین العرب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: یہ آخری قول اقرب ہے۔'' (مرقاۃ المفاتیح، ج:۵، ص:۲۶۸، طبع بمبئی)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کا مضمون جامع صغیر (ج:۲ ص:۱۳۴) اور کنز العمال میں ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے:

''عثمان رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے ایسے ستر ہزار آدمی جنت میں داخل ہوں گے جو دوزخ کے مستحق تھے۔'' (کنز العمال، ج:۱۱، ص:۵۸۷، طبع جدید، حدیث:۳۳۸۰۹)

ایک اور روایت میں ہے:

''میری اُمت کے ایک آدمی کی شفاعت سے ربیعہ ومضر قبیلوں کی تعداد میں لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ وہ کون صاحب ہیں؟ فرمایا: عثمان بن عفان۔'' (ابن عساکر عن الحسن مرسلاً، کنز العمال، ج:۱۱، ص:۵۹۷، حدیث:۳۲۸۷۳)

ایک اور روایت میں ہے:

''اللہ کی قسم! عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان میری اُمت کے لئے ایسے ستر ہزار افراد کے حق میں شفاعت کریں گے جو دوزخ کے مستحق تھے، یہاں تک کہ ان کو اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائیں گے۔'' (ابن عساکر عن ابن عباس، کنز العمال ج:۱۱ ص:۵۹۸، حدیث:۳۲۸۷۴)

لیکن یہ روایات کمزور ہیں، شیخ عبدالرؤف مناوی، فیض القدیر شرح جامع صغیر (ج:۵ ص:۳۵۳) میں لکھتے ہیں: ''ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ: یہ حدیث باسناد غریب ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، اور یہ منکر ہے۔''

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ''اختصار تاریخ ابن عساکر'' میں ابنِ عساکر کی اس رائے کو برقرار رکھا ہے۔

شیخ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے دُوسرا قول یہ نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے، حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''الاصابہ'' (ج:۱ ص:۱۱۶ ترجمہ اویس رحمۃ اللہ علیہ) میں بیہقی کی دلائل نبوت کے حوالے سے اس قول کو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیثِ پاک سے مقصود اس اُمت میں شفاعت کی کثرت کا بیان ہے:

''چوں بشفاعت یک مرد چندیں
کس بہ بہشت روند وچندیں مرداں باشند
در اُمت من کہ اگر ہمہ شفاعت کنند عالم،
عالم بشفاعت ایشاں بہ بہشت روند۔''
(اشعۃ اللمعات، ج:۴، ص:۴۰۴)

ترجمہ:... ''یعنی جب ایک آدمی کی شفاعت سے اتنے آدمی بہشت میں جائیں گے اور ایسے مردانِ خدا میری اُمت میں بہت ہوں گے کہ اگر وہ شفاعت کریں تو جہان کا جہان ان کی شفاعت سے بہشت میں چلا جائے۔''

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میری اُمت کے بعض لوگ ایک بڑی جماعت کے حق میں شفاعت کریں گے، بعض ایک قبیلے کے حق میں شفاعت کریں گے، بعض ایک گروہ کے حق میں شفاعت کریں گے اور بعض ایک آدمی کے حق میں شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ اُمت کے سارے لوگ جنت میں داخل ہوجائیں گے۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۷)

''حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میرے پاس ایک آنے والا (فرشتہ) میرے رَبّ کی جانب سے آیا اور اس نے مجھے دو چیزوں کے درمیان اختیار دیا کہ یا تو آدھی اُمت کا جنت میں داخل ہونا قبول کرلوں یا شفاعت اختیار کرلوں، چنانچہ میں نے شفاعت کو اختیار کیا۔ اور یہ شفاعت ان تمام لوگوں کے لئے ہے جو ایسی حالت میں مریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۷)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں وعدوں میں شفاعت کے وعدے کو اختیار کرنا اس وجہ سے تھا کہ اس کے ذریعے پوری اُمت جنت میں داخل ہوسکتی ہے، خواہ بغیر حساب وکتاب کے اوّل وہلہ میں داخل ہو، یا کچھ عرصہ دوزخ میں رہنے کے بعد جنت میں داخل ہو۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ شفاعت کا ہونا کسی اُمتی کے دوزخ میں داخل ہونے کے منافی نہیں، اور نہ شفاعت کی احادیث سن کر کسی کے لئے بے فکر ہوجانا صحیح ہے۔

چونکہ کفر وشرک کا گناہ لائقِ معافی نہیں، اس لئے جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہیں ان کے لئے شفاعت بھی نہیں ہوگی۔ ☆☆☆

اداریہ

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

سیالکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام مورخہ ۴؍اپریل ۲۰۱۰ء کو سیالکوٹ کے واپڈا گراؤنڈ میں عظیم الشان بین الاضلاعی ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سیالکوٹ میں تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد کے حوالہ سے چند گذارشات عرض کردی جائیں۔

سیالکوٹ اور گورداسپور کی حدود آپس میں ملتی ہیں۔ قادیان گورداسپور کی تحصیل بٹالہ میں واقع ہے۔ شکرگڑھ کی تحصیل تقسیم سے قبل گورداسپور کی تحصیل تھی۔ تقسیم کے وقت مرزائیوں نے باؤنڈری کمیشن کے سامنے اپنا الگ کیس پیش کر کے گورداسپور کو غیر مسلم اکثریت ضلع قرار دلوا کر انڈیا میں شامل کرادیا۔ تب سے شکرگڑھ سیالکوٹ کے ساتھ شامل ہوا۔ مرزا قادیانی نے بھی ضلع کچہری سیالکوٹ میں کلرک کی حیثیت سے ملازمت کی تھی اور یہاں پر مختاری کا امتحان دیا۔ جس میں بدنصیبی سے فیل ہوگئے۔ یہاں سے انگریزوں کے ساتھ راہ ورسم اور سابقہ خاندانی انگریز کی غلامی کے ناطے انگریز سے مزید تعلقات استوار ہوئے۔ انگریز ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ پارکنسن کے دفتر میں لندن کے ایک پادری ریوانڈ بٹلر سے مرزا قادیانی کی علیحدگی میں ملاقات اور اس کے نتیجہ میں سیالکوٹ کی ملازمت سے دستبردار ہو کر قادیان میں جاکر براجمان ہوجانا اور ایک دم خفیہ منی آرڈروں کا تانتا بندھ جانا اور پھر مرزا کا مذہبی مباحث میں حصہ لینا، اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا قرار دینا، انگریز کی اطاعت کو واجب قرار دینا، انگریز کے خلاف جہاد کی حرمت کا اعلان وغیرہ کی کہانی کے ڈانڈے بھی سیالکوٹ کی اس ملازمت سے ملتے ہیں۔ ظفر اللہ قادیانی اور اس کا خاندان بھی سیالکوٹ ضلع سے تعلق رکھتا تھا۔

مرزا قادیانی کا پوتا ایم ایم احمد قادیانی تقسیم کے وقت سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر تھا۔ اس لئے گورداسپور سے جو قادیانی منتقل ہو کر سیالکوٹ آئے قادیانی ڈپٹی کمشنر نے ان کو سیالکوٹ میں الاٹ منٹ وغیرہ کی سہولتیں مہیا کر کے پورے ضلع کو مرزائیت کی آماجگاہ بنادیا تھا اور جسٹس منیر کے بقول مرزائیوں کے ہاں سیالکوٹ کی اہمیت قادیان سے دوسرے درجہ پر تھی۔ (تحقیقاتی رپورٹ ص:۱۷۴)

مرزا قادیانی کے خلاف جن علماء حق نے مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہی معرکہ حق وباطل کا بازار گرم کئے رکھا۔ ان میں مولانا پیر جماعت علی شاہ صاحب، مولانا محمد شفیع سنکھتروی بہت نمایاں ہیں۔ ان حضرات میں ایک عالم دین مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی تھے۔ انہوں نے مرزا قادیانی کے خلاف شہرہ آفاق کتاب ''شہادت القرآن فی حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام'' تحریر کی۔ جسے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان نے بار بار شائع کیا ہے۔ جناب غلام محمد شاہ صاحب نے مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کو آڑے ہاتھوں لیا۔ ان کی شعلہ نوائی کے خلاف مرزائی سازش نے پر پرزے نکالے۔ ان پر کیس درج ہوا۔ ۲۹۵ الف تعزیرات ہند کے تحت ۳۰؍نومبر ۱۹۳۶ء کو وہ سزایاب ہوئے۔

۲۶؍نومبر ۱۹۴۹ء کو سیالکوٹ میں تبلیغ کانفرنس احرار کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں باؤنڈری کمیشن میں مرزائیوں کی غداری کے باعث گورداسپور ضلع کی پاکستان سے علیحدگی کی سازش کو بے نقاب کیا گیا۔ مرزائیوں نے نومبر ۱۹۵۲ء میں جلسہ کرنا چاہا تو اہل سیالکوٹ کی دینی غیرت آڑے آئی اور وہ جلسہ نہ ہوسکا۔ غرضیکہ تقسیم کے بعد سے لے کر ۱۹۵۲ء کے آخر تک مرزائی سیالکوٹ میں ہاتھ پاؤں مارتے رہے۔ جب کہ مسلمان ان کے کفر کے خلاف سیسہ پلائی دیوار بنے رہے۔ اس سلسلہ میں مسلمانوں کی خدمات کا اجمالی خاکہ کچھ یوں ہے:

۱۳؍جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی بنیاد رکھی گئی۔ تو ۲۱؍جولائی ۱۹۵۲ء کو اس کے زیر اہتمام آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد کی

گئی۔ اس کنونشن کے بعد سیالکوٹ ختم نبوت کے فدایان کا گڑھ بن گیا۔ تمام مکاتب فکر کے علماء و مبلغین تحریک میں شامل ہوکر اس کی روز بروز ترقی کے لئے محنت کرنے لگے اور تین مطالبات زور و شور سے پیش کئے جانے لگے۔ اکتوبر ۱۹۵۲ء میں عرس گلو شاہ کے موقع پر مولانا بشیر احمد پسروری، مولانا کرامت علی شاہ اور علامہ منظور احمد نے قادیانیت کے عقائد و عزائم کا پردہ چاک کیا۔ نومبر ۱۹۵۲ء میں ایک اور آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد کی گئی۔ تحریک کے لئے رضا کاروں کی بھرتی کا مسئلہ آیا تو صاحبزادہ سید فیض الحسن اور ان کے گرامی قدر رفقاء نے ضلع بھر میں کانفرنسوں کا جال بچھا دیا اور سیالکوٹ ضلع ختم نبوت کی چھاؤنی کی حیثیت اختیار کر گیا۔ اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دبادو گے۔ اس صورتحال پر مرزائی بل کھانے لگے۔ مسلمان بھی ان کے احتساب کا شکنجہ کستے گئے۔ حق و باطل کا یہ معرکہ جاری تھا کہ خواجہ ناظم الدین کو دیئے گئے الٹی میٹم کی تاریخ ختم ہوگئی۔ چنانچہ ۲۰ رفروری ۱۹۵۳ء کو جناح پارک میں اجتماعی نماز جمعہ ادا کی گئی۔ مولانا محمد علی کاندھلوی، پروفیسر علامہ خالد محمود، مولانا محمد یعقوب، مولانا فضل حق اور دوسرے رہنماؤں نے خطاب کیا۔ اس عظیم اجتماع کی اب بھی جب یاد آتی ہے سیالکوٹ کا مسلمان اس روح پرور نظارہ کا تصور لاتے ہی پھڑک اٹھتا ہے۔ چشم فلک نے اس دن دیکھا کہ کس طرح سیالکوٹ کا جیالا مسلمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کے لئے سب کچھ قربان کرنے کی دھن میں لگا ہوا تھا۔

کراچی میں ۲۷ رفروری کو مرکزی راہنماؤں کی گرفتاری کے بعد ہوم سیکرٹری پنجاب نے برقی پیغام کے ذریعہ سیالکوٹ قاضی منظور احمد اور جناب ولی محمد جرنیل کو گرفتار کرنے کی ہدایت کی۔ رات ہی رات وہ گرفتار کر لئے گئے۔ ان کی گرفتاری کے خلاف یکم رمارچ ۱۹۵۳ء کو شہر نے کامل ہڑتال کی اور جسٹس منیر کے بقول دس ہزار اشخاص کا ایک ہجوم گرفتاری دینے والے پہلے دستہ کو کراچی کے سفر پر روانہ کرنے کے لئے اسٹیشن پر جمع ہوا۔ لیکن مسٹر منیر کی یہ تحریک دشمنی ہے۔ اس دن بات ہزاروں کی نہیں لاکھوں کی تھی۔ اللہ اکبر! العظمۃ للہ! سیالکوٹ ضلع بھر کے درو دیوار تحریک ختم نبوت کے مجاہد رضا کاروں کے جوش و جذبہ پر رقص کناں تھے۔ پہلا قافلہ مولانا محمد یوسف کی قیادت میں کراچی کے لئے روانہ ہوا۔

۲ رمارچ ۱۹۵۳ء کی شام کو رام تلائی میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ مولانا سلطان محمود، پروفیسر خالد محمود، مولانا حبیب احمد، مولانا محمد یعقوب اور دوسرے رہنماؤں نے تقریریں کیں۔ ان کی تقریروں کا لہجہ واضح طور پر حکومت کی قادیانیت نوازی کے خلاف تھا۔ ۲ رمارچ کی شام رات گئے انہوں نے مولانا محمد حسین، مولانا محمد علی کاندھلوی، حافظ محمد صادق، مولانا حبیب احمد، جناب عبدالغفور بٹ اور بشیر احمد صاحب کو گرفتار کرلیا۔

۴ رمارچ کو زیر دفعہ ۱۴۴ ایک حکم نافذ کیا گیا۔ جس کی رو سے جلسے جلوس ممنوع قرار دے دیئے گئے۔ اس دن تحریک کے ذمہ دار حضرات نے بھی اپنی حکمت عملی کے تحت شہابیہ سے مسجد مولوی نور حسین میں اپنا مرکز تبدیل کرلیا۔ یہ مسجد تحصیل اور تھانہ صدر کے قریب قریب واقع ہے۔ جلوس نکلا یہ مسجد کی طرف آ رہا تھا کہ پولیس نے اس پر دفعہ ۱۴۴ کی خلاف ورزی کا الزام لگا کر لاٹھی چارج کرایا۔ شہر میں مزید جذبات برانگیختہ ہوئے۔ اب پھر شہر کو فوج کے سپرد کر دیا گیا۔ فوج نے گولی چلا کر شہداء کے خون سے اپنے انتقام کی پیاس بجھانا شروع کردی۔ بازار میں ایک طرف سے دوسری طرف سرخ فیتہ کھینچ دیا اور ہجوم کو تنبیہ کی گئی کہ اسے کراس کیا تو گولی ماردی جائے گی۔ مسلمانوں نے ختم نبوت زندہ باد کی صدا بلند کی۔ کلمہ طیبہ کا ورد کیا اور سرخ لکیر کو کراس کر گئے۔

۵ رمارچ کو فوج نے شہر بھر میں فلیگ مارچ کیا اور وسیع پیمانے پر گشت لگایا۔ جلوس نکلتے رہے۔ یہ ان پر فائر داغتے رہے اور رضا کار خاک و خون میں تڑپ کر ملک عدم یا جیل کی طرف جاتے رہے۔

۱۲ رمارچ کو علامہ خالد محمود، مولانا فضل حق، مولانا سلطان محمود گرفتار کر لئے گئے۔ مساجد و مراکز سے سپیکر اتار لئے گئے۔ ان کی بجلی کاٹ دی گئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے گرفتار شدگان کو جیل میں پٹوایا اور اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا۔ تحریک کے کارکنوں پر مارچ کے دوسرے عشرے تک یہ ظلم و ستم جاری رہا۔

غرض ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اسلامیان سیالکوٹ نے ایک مثالی کردار ادا کیا۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت ہو، ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت، ان تمام تحریکوں میں سیالکوٹ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک مثالی اور شاندار کردار ادا کیا ہے۔ مولانا مفتی مختار احمد نعیمی جو ۱۹۸۴ء میں آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل تھے۔ وہ اسی سیالکوٹ کے باسی تھے۔ اب جبکہ ملک بھر میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنسوں کا مجلس تحفظ ختم نبوت نے انعقاد کر کے عقیدۂ ختم نبوت کی جدوجہد کو ایک نئی سمت دی ہے تو انشاء اللہ العزیز ۴ راپریل کی ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ تاریخ میں ایک نئے روشن باب کو رقم کرے گی۔ ضلع بھر سے جوش و خروش کے ساتھ فدایان ختم نبوت نے ہزاروں کی تعداد میں شرکت کر کے عقیدۂ ختم نبوت سے اپنی قدیم وابستگی کا عملی نمونہ پیش کیا۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

پانچ بڑے گناہ اور اُن کا قومی وبال

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ

ضبط وترتیب: محمد رضوان جیلانی

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ“ (سورۃ الزلزال: ۷،۸)

بزرگانِ محترم اور برادرانِ عزیز!

امتِ مسلمہ پر موجودہ حالات سے زیادہ بُرا وقت بھی آیا ہے:

ہمارے ملک اور شہر کے حالات کی وجہ سے ہر شخص بے چین اور پریشان ہے اور صرف یہی نہیں، بلکہ پورے عالمِ اسلام کے حالات دِگرگوں ہیں، لیکن ان شاء اللہ خیر ہوگی، امتِ مسلمہ پر ایسے حالات بھی آئے ہیں جو ان سے بھی بُرے تھے، جب فتنہ تاتار آیا تھا تو چنگیز خان اور ہلاکو خان کی وحشت و بربریت سے پورا عالمِ اسلام زیر و زبر تھا، لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے انہی کی اولاد میں سے لوگوں کو مشرف بہ اسلام کردیا اور ان کو اسلام کا نگہبان بنادیا، چنگیز خان کی اولاد میں تیمور لنگ ہے اور تیمور لنگ کی اولاد میں بابر، اور بابر وہ ہے کہ جس نے ہندوستان میں مغلیہ حکومت قائم کی تھی۔ تو چنگیز خان اور ہلاکو خان نے پورے عالمِ اسلام کو تہس نہس کیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہی کی اولاد میں سے دوسری یا تیسری پشت کو مسلمان بنادیا، اس واسطے مایوسی کی کوئی بات نہیں ہے، اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔

اپنی اصلاح کی فکر کریں:

بنیادی بات یہ ہے کہ ہم اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر کریں، کیونکہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ ہمارے اعمال ہی کا نتیجہ ہوتا ہے، آج ہمارے عادت یہ بھی ہوگئی ہے کہ ہم بُرائی کی نسبت دوسروں کی طرف تو کردیتے ہیں، لیکن اپنے بارے میں نہیں سوچتے کہ ہم کیا کررہے ہیں، قرآن کریم نے یہ طریقہ کفار کا بتلایا ہے کہ ان کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی غلطیوں کی ذمہ داری دوسروں پر ڈال کر خود فارغ ہوجاتے ہیں کہ ساری غلطی صرف دوسروں کی ہے ہماری نہیں۔

لیکن اسلام نے ہمیں یہ درس دیا ہے کہ انسان سب سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کرے اور اپنے اعمال پر نظر ڈالے اور دوسروں پر تنقید کرنے سے پہلے اپنے اوپر تنقید کرے کہ میں کتنے نیک کام کررہا ہوں اور کتنا گناہوں سے بچ رہا ہوں۔

معاشرے پر انسان کے اعمال کا اثر:

اسلام ہمیں اس بات کی بھی تعلیم دیتا ہے کہ انسان اس مغالطے میں نہ رہے کہ اس کے اعمال کا کوئی اثر معاشرے پر نہیں پڑتا، جیسا کہ بعض لوگ سوچتے ہیں کہ ہم ایک مزدور اور ملازم ہی تو ہیں ہمارے اعمال کا کیا اثر ہوسکتا ہے۔ انسان چاہے جو بھی ہو اس کے اعمال کے اثرات دور دور تک جاتے ہیں، ایک انسان کے اعمال اس کے ماں باپ، بیوی بچے، رشتہ دار اور پڑوسی دیکھتے ہیں تو وہ ان سے متاثر ہوتے ہیں، اسی طرح وہ دوسرے انسان کے اعمال سے بھی متاثر ہوں گے اور تیسرے انسان کے اعمال سے بھی۔

اگر اچھے اعمال کئے جائیں گے تو خیر دور دور تک پھیلتی چلی جائے گی اور اگر بُرے اعمال کئے جائیں گے تو بُرائی دور دور تک پھیلتی چلی جائے گی، اس لئے ہر ایک کو اپنے اعمال کی خبر لینی چاہئے۔

مسائل کے اسباب:

مسائل کے حل کے لئے ظاہری اسباب کی تلاش بھی ہورہی ہے، کچھ لوگ اپنے اندازوں سے کچھ اسباب بتلاتے ہیں اور دوسرے لوگ کچھ اور لیکن اللہ رب العالمین کا ظاہری اسباب کے پس پردہ ایک اور نظام ہے، ہوتا یہ ہے کہ ایک تو ظاہری نظام ہے کہ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار کم ہوگئی، لیکن بارشیں کیوں نہیں ہوئیں؟ یہ ایک سوال ہے، لوگوں کا چین و سکون بدامنی اور قتل و غارت گری کے پھیلنے کی وجہ سے اڑ گیا، لیکن بدامنی اور قتل و غارت گری کیوں پھیل گئی؟ یہ بھی ایک سوال ہے، حکمرانوں نے ظلم و ستم شروع کردیا اور اشیاء کی قیمتیں بڑھانے کے لئے ٹیکس لگادیے، لیکن حکمرانوں نے ایسا کیوں کردیا؟ یہ بھی ایک سوال ہے۔ بددیانتیاں ہونے کی وجہ سے آٹے کی قلت ہوگئی، یہ بھی ایک سوال ہے۔ حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہمارے اوپر دشمن مسلط ہوگئے، لیکن حکمرانوں نے غلط پالیسیاں کیوں اختیار کیں؟ یہ بھی ایک سوال ہے۔

ان تمام سوالات کے جوابات ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے ملتے ہیں، جہاں

عقل اس ادراک سے عاجز آجاتی ہے کہ پہلے بھی یہی ملک اور یہی قوم تھی، پہلے تو ایسا نہیں ہورہا تھا اب کیوں ہو رہا ہے؟ تو وہاں اللہ رب العالمین کے پس پردہ نظام کی نشاندہی انبیاء علیہم السلام کرتے ہیں۔

معاشرے میں پھیلے مصائب کی وجہ:

اگر ہم غور سے دیکھیں تو ہماری تمام پریشانیوں، الجھنوں، معاشی ابتری، قتل وغارت گری، مہنگائی اور غربت و افلاس کے اسباب اس حدیث شریف میں بیان کردیے گئے ہیں، جس کے راوی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما ہیں وہ فرماتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے مہاجرین کی جماعت! پانچ باتیں ہیں، جب تم ان میں مبتلا ہو اور میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ تم ان میں مبتلا ہو: (۱) جب کسی قوم میں علانیہ فسق وفجور ہوتا ہے تو ان میں طاعون آتا ہے اور ایسی ایسی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں کہ اگلے لوگوں میں وہ بیماریاں کبھی نہیں ہوئی تھیں، (۲) جب کوئی قوم ناپ اور تول میں چوری کرتی ہے تو ان پر قحط اترتا ہے اور سخت مصیبت پڑتی ہے اور بادشاہ وقت ان پر ظلم کرتا ہے، (۳) جب کوئی قوم اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیتی تو اللہ تعالیٰ ان پر بارش کو روک دیتا ہے اور اگر دنیا میں جانور نہ ہوتے تو بالکل بارش نہ ہوتی، (۴) جب کوئی قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر ایک دشمن کو مسلط کرتا ہے جو ان کی قوم کا نہیں ہوتا اور وہ چھین لیتا ہے بعض اس مال کو جو ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے، (۵) جب مسلمان حاکم اللہ کی کتاب پر نہیں چلتے اور اللہ نے جو اتارا ہے اس کو اختیار نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے اندر لڑائی ڈال دیتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، باب العقوبات، ص:۲۹۰)

اس حدیث شریف میں پانچ ایسے گناہ بتلائے گئے ہیں کہ اگر ان میں کوئی قوم مبتلا ہو جائے تو اس کے اچھے نتائج نہیں نکلتے اور ہر گناہ کے نتیجے میں چند مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

فحاشی اور برائی کا وبال... بیماریاں:

پہلی خرابی یہ بیان فرمائی کہ اگر کسی قوم میں فحاشی، عریانی اور بدکاری علانیہ طور پر ہونے لگے تو اس قوم میں ایسی بیماریاں پھیلتی ہیں جن سے ان کے آباؤ اجداد کو بھی کبھی سابقہ پیش نہیں آیا تھا اور وہ ان بیماریوں میں مبتلا بھی نہیں ہوئے تھے۔ ہماری آنکھوں کے سامنے کی بات ہے، صرف ہمارے ملک میں ہی نہیں پوری دنیا میں بیماریاں پھیل رہی ہیں، البتہ ہمارے ملک میں کچھ زیادہ ہی ہیں، کیونکہ ہمارے ہاں دیانت دار ڈاکٹروں کی کمی ہے، بہت سے لوگ اپنی ڈیوٹیاں انجام دینے میں مخلص بھی ہیں، لیکن احساس ذمہ داری سے محروم افراد کی بھی ایک بڑی تعداد ہے۔

جیسے جیسے فحاشی اور عریانی پھیلتی جارہی ہے، اسی حساب سے بیماریوں میں بھی اضافہ ہوتا جارہا ہے اور مسلسل یہ سلسلہ چل رہا ہے، ہسپتال نئے سے نئے اور اعلیٰ مشینری والے تعمیر ہو رہے ہیں، قابل سے قابل ڈاکٹر یہاں موجود ہیں، اعلیٰ سے اعلیٰ دوائیں تیار ہو رہی ہیں، لیکن بیماریاں ہیں کہ تھمنے ہی نہیں پاتیں۔ کبھی کروڑوں لوگوں میں برسوں میں ایک واقعہ ہارٹ فیل یا کینسر کا پیش آجاتا تھا، لیکن اب سنگین صورت حال یہ ہے کہ کینسر اور دل کی بیماریاں بے تحاشا پھیلی ہوئی ہیں، ابھی ڈینگی بخار سے بھی پوری طرح نجات نہیں ملی تھی کہ سوائن فلو کی خطرناک بیماری جو کتنے ہی ممالک میں پھیلی ہوئی ہے، اس کے کیس اب پاکستان میں بھی ہونے لگے ہیں، اس کا ظاہری سبب تو یہ ہے کہ ایک مچھر آیا تھا اور اس نے کاٹ لیا جس کی وجہ سے ڈینگی بخار میں مبتلا ہو گئے، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مچھر پہلے کیوں نہیں آیا تھا اور اب کیوں آیا ہے؟ ساری بات وہی ہے کہ ہر گناہ کے کچھ خاص اثرات ہوتے ہیں جو اللہ رب العالمین کے بنائے ہوئے نظام کے مطابق رونما ہوتے ہیں۔

ایڈز کی بیماری جو بہت زیادہ جنسی بے راہ روی سے پیدا ہوتی ہے وہ بھی دنیا کے بہت سارے ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اور چونکہ اس گھناؤنے فعل میں مغربی ممالک سب سے زیادہ مبتلا ہیں، اس لئے یہ بیماری بھی وہیں سے چلی ہے اور اس میں انہی کے افراد زیادہ مبتلا ہیں اور مسلمان ممالک سب سے کم متاثر ہیں، وجہ ان سب بیماریوں کی وہی ہے کہ ہمارے ہاں فحاشی اور عریانی علانیہ طور پر ہو رہی ہے اور ٹی وی چینلوں سے یہ برائی مسلسل پھیلتی جارہی ہے، اللہ پناہ میں رکھے۔ آمین۔

ناپ تول میں کمی کا وبال: قحط، مشکل زندگی، ظالم حکمرانوں کا تسلط:

دوسری خرابی یہ بیان فرمائی کہ جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس کے اوپر تین طرح کی مصیبتیں آتی ہیں: (۱) ان کے اوپر قحط مسلط کر دیا جاتا ہے، قحط کا مطلب ہے اشیاء ضرورت کی قلت، (۲) ان کی زندگی بھاری اور مشکل ہو جاتی ہے، مصارف اور ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں اور ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں، (۳) اور تیسرا وبال یہ کہ حکمرانوں کا ظلم ان کے اوپر ہونے لگتا ہے۔

آج ہم میں ناپ تول میں کمی عام ہے، جس کی وجہ سے ہم ان تینوں مصیبتوں میں بھی گرفتار ہیں، آج اچھے خاصے پڑھے لکھے متوسط طبقے کے لوگوں کے لئے

بھی اپنے بچوں کا پیٹ بھرنا آسان نہیں رہا بلکہ مشکل ہوگیا ہے آٹے کی قلت ہوگئی ہے اور ہم قحط میں مبتلا ہیں۔

ہمارا ملک ایک زراعتی ملک ہے اور زراعتی وسائل سے مالا مال ہے، اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسا ملک دیا جس کی زمینیں سونا اگلتی ہیں، ہم گندم دوسرے ملکوں کو برآمد کرتے تھے، لیکن آج ایک ایک دانے کو ترس رہے ہیں، سستا آٹا خریدنے کے لئے لائن میں لگنے کی وجہ سے کتنے لوگوں کی جانیں چلی گئیں، کتنے بیمار اور ضعیف لوگ لمبی لمبی قطاروں میں لگے اور اسی میں ان کی موت واقع ہوگئی۔

ملک میں کثیر تعداد میں شوگر ملیں قائم ہیں، گنا یہاں وافر مقدار میں پیدا ہو رہا ہے، لیکن پھر بھی عوام کو مشکلات کا سامنا ہے، حکومت کی سرپرستی میں اشیاء کی قیمتیں بڑھائی جارہی ہیں، جو مال دار ہیں ان کو کمانے کا خواب موقع فراہم کیا جارہا ہے اور وہ اشیاء کی قیمتیں بڑھا کر عوام کو خوب لوٹ رہے ہیں لیکن ایسے لوگوں کو پوچھنے والا کوئی نہیں ہے، عدالتوں میں ان کے خلاف کارروائی اس لئے نہیں کی جاتی کہ چینی کا کاروبار ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو حکومت میں بااثر ہیں، تو یہ قحط ناپ تول میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔

ناپ تول میں کمی کی وجہ سے دوسری مصیبت یعنی زندگی کا مشکل ہوجانا اس کا بھی ہمیں سامنا ہے اور زندگی مشکل ہوتی جارہی ہے، ہر ایک کو اپنے گھر سے نکلتے ہوئے اپنی جان کا خوف ہوتا ہے کہ پتہ نہیں خیریت سے واپس گھر آؤں گا یا نہیں، والدین اپنے بچوں کو مدرسوں اور اسکولوں میں بھیجتے ہوئے ڈرتے ہیں اور جب تک وہ واپس نہیں آجاتے اس وقت تک بے چین رہتے ہیں۔

مہنگائی کمر توڑ ہے اور اس کی کوئی حد انتہا ہی نہیں ہے، بے روزگاری عام ہے اور امن و امان کی صورت حال مخدوش ہے، قتل و غارت گری روزانہ کا معمول بن گئی ہے، طرح طرح کے حادثات روزانہ پیش آتے رہتے ہیں، بازار میں تقریباً ہر ایک کے ساتھ دھوکا ہوتا ہے، تعلیمی اداروں میں تعلیم نہیں ملتی، بیماروں کو ہسپتال میں علاج نہیں ملتا، مظلوموں کو عدالتوں سے انصاف نہیں ملتا، کمزوروں کو چوروں، ڈاکوؤں اور لٹیروں کا خطرہ لگا رہتا ہے، عوام کو سرکاری دفاتر سے اپنی سہولتیں نہیں حاصل ہوتیں، بار بار چکر لگاتے رہتے ہیں اور بس، زندگی میں بے چینی بڑھتی جارہی ہے۔

ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہم اس تیسری مصیبت میں بھی گرفتار ہیں کہ ہم پر ایسے ظالم حکمران مسلط کردیئے گئے ہیں جنہوں نے اس وطن عزیز کو خوب لوٹا ہے۔

این آر او کا قصہ:

این آر او کا قصہ چل رہا ہے، ہمارے اس وطن عزیز کو بہت بے دردی سے لوٹا گیا ہے، غریبوں کا خون پسینے سے کمایا ہوا کھربوں روپے کا سرمایہ یہاں سے لوٹ کر دوسرے ملکوں میں منتقل کرکے وہاں جائیدادیں بنائی گئی ہیں، دوسرے ملکوں سے سود پر قرضے لے لیتے ہیں اور سود کی ادائیگی کے لئے گاڑیوں، پٹرول، بجلی، پانی اور ہر چیز پر ٹیکس بڑھادیتے ہیں تاکہ سود ادا کرسکیں اور جو رقم قرضے کے طور پر آتی ہے، اس سے اپنی جیبیں گرم کرلیتے ہیں، اس رقم سے بینک بیلنس میں اضافے کئے جاتے ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنے ملک میں سرمایہ کاری کرتے لوٹی ہوئی رقم دوسرے ملکوں میں سرمایہ کاری کے لئے بھیج دیتے ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ نے اس رقم کو واپس لانے کے لئے امید کی ایک کرن پیدا کی ہے، عدلیہ اس کام میں لگی ہوئی ہے کہ کس طرح یہ کھربوں روپے واپس آجائیں، اگر یہ رقم واپس آجائے تو اس سے ملک کے وارے نیارے ہوجائیں، آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک سے لئے ہوئے سارے قرضے ادا ہوجائیں اور مال و دولت کی فراوانی ہوجائے۔

ووٹ کو صحیح استعمال کرنے کا عزم کرلیں:

لطف کی بات یہ ہے کہ موجودہ حکومت کوئی زبردستی نہیں آئی بلکہ ہمارے ہی ووٹوں سے منتخب ہوکر آئی ہے، پچھلا حاکم تو زبردستی آیا تھا، لیکن یہ حکومت منتخب لوگوں پر مشتمل ہے، جب ووٹ دینے والے ہی ضمیر فروش، خود غرض اور متعصب ہوں گے اور پیسے لے کر ووٹ دیں گے تو حکمران بھی ایسے ہی آئیں گے، جب خود عوام برائیوں میں مبتلا ہیں تو حکمرانوں سے اچھی توقع کیوں رکھتے ہیں؟

آپ نے ووٹ دیتے وقت کیا یہ سوچا تھا کہ یہ شخص کتنے درجے کا مسلمان ہے اور اس کے اندر خدا کا خوف کتنا ہے، اگر دیکھا ہوتا تو آج یہ مصیبت ہم پر مسلط نہ ہوئی ہوتی، خوب سمجھ لیجئے! دوسروں کو برا بھلا کہنے سے مسائل حل نہیں ہوتے، اگر خود ٹھیک ہوں گے تو مسائل حل ہوں گے۔

آج یہ عزم کرلیں کہ آئندہ بھی نااہل کو ووٹ نہیں دیں گے چاہے وہ اپنا بھائی، بیٹا، رشتہ دار، ہم زبان اور اپنی پارٹی ہی کا کیوں نہ ہو، لیکن اگر ہمارے اندر ہی خرابی ہوگی تو حکمران بھی خراب ہی آئیں گے، کیونکہ ''جیسی روح ویسے فرشتے'' اور حدیث کا مضمون ہے کہ ''عمالکم اعمالکم'' یعنی جیسے تمہارے اعمال ہوں گے، ویسے ہی حکمران ہوں گے۔

ناپ تول میں کمی کی کئی صورتیں ہیں:

ناپ تول میں کمی کی بہت ساری صورتیں ہیں، ملاوٹ بھی اسی میں داخل ہے، آج ہر چیز میں ملاوٹ شامل ہوتی ہے پانی تک خالص نہیں ملتا، دودھ اور دوائیں بھی ملاوٹ سے پاک نہیں ملتیں، دودھ والا پیسے تو پورے دودھ کے لے لیتا ہے، لیکن اس میں آدھا پانی ملادیتا ہے، کپڑا فروخت کرنے والا ناپ میں کمی کرتا ہے اور تولنے والا تول میں۔ ناپ تول میں

کمی کی ایک صورت جو سب سے زیادہ ہے اور اس نے ہمارے ملک میں تباہی مچادی ہے وہ یہ کہ ملازمت اور مزدوری میں آدمی تنخواہ اور دہاڑی تو پوری لے لے لیکن ڈیوٹی پوری نہ دے اور وقت میں چوری کرے، ڈیوٹی دینے وقت پر تو آئے مگر گپ شپ میں ٹائم پاس کردے، یہ بیماری آج کل ہمارے سرکاری دفاتر کا خاصہ بنی ہوئی ہے، لوگ اپنے دفتروں میں جاکر دوستوں سے ٹیلیفون پر باتیں کرتے رہتے ہیں، سیاسی گفتگو میں وقت ضائع کردیتے ہیں اور عوام بے چاری اس انتظار میں کھڑی ہوتی ہے کہ ہمارا کام ہو، لیکن دفتر والے کہتے ہیں کہ کل آجانا، پھر جب وہ کل کو پہنچتے ہیں تو پھر کہتے ہیں کہ کل آجانا، اس طرح وہ کل بے کل ہوکر رہ جاتی ہے، اور لوگوں کا کام نہیں ہوتا، یہ طرز عمل بھی ناپ تول میں کمی میں شامل ہے۔

جس طرح تاجر ناپ تول میں کمی کرکے پیسے تو پورے لے لیتا ہے، لیکن چیز پوری نہیں دیتا، اسی طرح وہ ملازم اور مزدور بھی ہے جو مقررہ وقت تک ڈیوٹی انجام نہیں دیتا اور کام چوری کرتا ہے، کام چوری اور ناپ تول میں کمی سے حاصل ہونے والی تنخواہ ایسے ہی حرام ہے جیسے سور کا گوشت حرام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً پندرہ سو سال پہلے یہ فرمایا تھا کہ ناپ تول میں کمی کرنے والی قوم پر یہ تین طرح کی مصیبتیں مسلط کی جاتی ہیں اور آج ہم ان تینوں مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔

ناپ تول میں کمی کا یہ عذاب تو دنیا میں ہے، البتہ آخرت میں اس کا جو عذاب ہوگا وہ قرآن مجید میں ان الفاظ میں بتلایا گیا ہے:

”بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی جن کا حال یہ ہے کہ جب وہ لوگوں سے خود کوئی چیز ناپ کر لیتے ہیں تو پوری لیتے ہیں اور جب وہ کسی کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو گھٹا کر دیتے ہیں۔“

(المطففین:۱تا۳)

جہنم کی جس وادی میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کو ڈالا جائے گا، اس کی گہرائی اتنی ہے کہ اگر اس کے اوپر سے پتھر پھینکا جائے تو وہ اس کی تہہ میں چالیس سال میں پہنچے گا۔ اللہ پناہ میں رکھے۔ آمین۔

زکوٰۃ نہ دینے کا وبال ... بارشوں کی قلت:

تیسری خرابی اور اس کا وبال یہ بیان فرمایا کہ جو قوم زکوٰۃ دینا چھوڑ دیتی ہے تو اس سے بارشوں کو روک دیا جاتا ہے، مگر پوری طرح نہیں روکی جاتیں، کیونکہ اللہ رب العزت جانوروں پر رحم فرماتا ہے کہ وہ سیراب ہوجائیں اور ان کو چارا مل جائے ان کی وجہ سے بارش برسا دیتا ہے جس کی وجہ سے انسان بھی فائدہ اٹھالیتے ہیں اور اسی حدیث میں ہے کہ اگر جانور نہ ہوتے تو بارش بالکل ہی نہ برسائی جاتی۔

زکوٰۃ اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن اور اسلامی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم ہے، الحمدللہ! بہت سارے مسلمان تو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اب بھی اس گئی گزری حالت میں یہودیوں اور عیسائیوں کو تعجب ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے پاس چیریٹی میں اتنی رقم کیسے آجاتی ہے اور یہ لوگ اتنے مدارس اور یتیم خانے کیسے چلا لیتے ہیں؟ لیکن وجہ یہی ہے کہ مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

البتہ قابل غور بات یہ ہے کہ آیا سو فیصد مسلمان پابندی سے ہر سال زکوٰۃ ادا کرتے بھی ہیں یا نہیں؟ تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ شاید پچاس فیصد مسلمان بھی مشکل سے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ایک کھرب روپے میں سے ڈھائی ارب روپے زکوٰۃ ہوتی ہے اور ایک ارب میں ڈھائی کروڑ، لیکن لوگ اتنی زکوٰۃ نہیں دیتے اور بعض لوگ زکوٰۃ دیتے تو ہیں مگر حساب کرکے پوری نہیں دیتے، جس کا نتیجہ ظاہر ہے بارش کے لئے کتنی دعائیں کی جاتی ہیں، لیکن نہیں ہوتی اور اگر ہوتی بھی ہے تو بہت کم اور ایسی ہوتی ہے کہ تباہی مچادیتی ہے، سیلاب آجاتے ہیں اور بستیاں ڈوب جاتی ہیں تو باران رحمت کا نہ ہونا بھی اللہ کا ایک عذاب ہے۔

زکوٰۃ کا حساب کرنا ضروری ہے:

بعض لوگ یہ کرتے ہیں کہ نفلی صدقات وخیرات تو بہت کثرت سے کرتے ہیں، لیکن زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اور اگر ادا کرتے بھی ہیں تو اس کا حساب نہیں کرتے، ایسے ارب پتی اور بہت مال دار لوگ ہم سے ملتے ہیں اور ہمیں یہ بتلاتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ تو ادا کی لیکن اس کا حساب نہیں کیا، یہ بات درست نہیں ہے، زکوٰۃ کا حساب کرنا ضروری ہے، کیونکہ اگر حساب نہیں کیا جائے گا تو پتہ نہیں چلے گا کہ پوری زکوٰۃ ادا کی بھی ہے یا نہیں؟ اس لئے زکوٰۃ کا حساب کرنا ضروری ہے۔

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کو توڑنے کا وبال ... دشمن کا تسلط:

چوتھا جرم اور اس کا وبال یہ ہے کہ جو قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے عہد کو توڑتی ہے اس قوم پر ان کے دشمن کو مسلط کردیا جاتا ہے اور جب دشمن کو مسلط کردیا جاتا ہے تو وہ ان کو لوٹتا ہے اور ان کی چیزیں چھین لیتا ہے۔

آج ہم اس مصیبت میں بھی گرفتار ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاکستان جیسا پیارا وطن عطا فرمایا، مگر ہم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے گئے عہد کو توڑ دیا، ہم نے یہ عہد کیا تھا کہ یہاں نظام اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات کے مطابق نافذ ہوگا، دستور پاکستان اسی عہد کے ساتھ شروع ہو رہا ہے کہ یہاں اقتدار اعلیٰ صرف اور صرف اللہ کا ہوگا، اسلام کا نظام عدل قائم ہوگا، معاشی نظام اسلام کے اصولوں کے مطابق ہوگا، امن وامان کو فروغ دیا جائے گا اور سرکاری مذہب اسلام ہوگا۔

قائداعظم سے پوچھا گیا کہ پاکستان بننے کے بعد وہاں کا دستور کیا ہوگا؟ تو قائداعظم نے کہا کہ آپ ہم سے دستور کے بارے میں سوال کرتے ہیں! ہمارا دستور تو چودہ سو سال پہلے نازل ہو چکا ہے اور وہ قرآن کی شکل میں ہمارے پاس موجود ہے، پاکستان میں قرآن کے احکام نافذ ہوں گے۔

پھر پاکستان بن گیا اور قرارداد مقاصد میں عہد کرلیا گیا، وہ عہد اب بھی دستور کا حصہ ہے، لیکن افسوس ہم نے یہ عہد ایک ایک کرکے توڑ دیئے اور اس کام میں ہمارے حکمران سب سے پیش پیش رہے اور جب حکمران ایسے تھے تو "الناس علی دین ملوکھم" "لوگ تو اپنے بادشاہوں کے راستے پر ہی چلتے ہیں۔

لیکن خوب سمجھ لیجئے ہم نے پہلے بھی یہ بات کہی تھی اور اب دوبارہ کہہ رہے ہیں کہ خراب حکمران ہمارے خراب اعمال کا ہی نتیجہ ہوتے ہیں، ہم ایک قانونی حد تک حکمرانوں کی غلطیوں کی نشاندہی کرسکتے ہیں، لیکن ہم ان کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اپنے آپ کو کیوں بھول جاتے ہیں؟ بات وہی ہے کہ یہ حکمران ہمارے خراب اعمال کی وجہ سے ہم پر مسلط ہوئے ہیں۔

پاکستان میں ڈرون حملے:

ہمارے اوپر غیرملکی دشمن مسلط ہوگئے ہیں اور وہ حکمرانوں کو ڈکٹیٹ کرتے ہیں اور ہمارے حکمران ایسے بزدل ہیں کہ جوں کا توں کرتے ہیں، آج کے اخبار میں اعداد وشمار آئے ہیں کہ ڈرون حملوں میں سات سو افراد مارے گئے، وہ جو مارے گئے وہ آزاد قبائل کے مسلمان ہی تھے اور ان میں مطلوب افراد صرف پانچ تھے تو جو باقی بے گناہ تھے جن میں جوان، بوڑھے، عورتیں اور بچے بھی شامل تھے ان کو ہماری فضائی سرحدوں کی خلاف ورزی کرکے مارا گیا، ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کو توڑا۔

پاکستان کی محبت:

الحمدللہ! ہمیں پاکستان سے بہت محبت ہے ہمارا تعلق اس نسل سے ہے جس نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور پاکستان کی خاطر اپنے وطن کو چھوڑ کر یہاں ہجرت کرکے آئے، ہمارے تو رگ و ریشے میں پاکستان کی محبت سمائی ہوئی ہے، ہم نے اپنے بزرگوں کو بچپن میں دیکھا کہ وہ تحریک پاکستان میں دن رات لگے ہوئے تھے، ہم جمعہ کی نماز کے بعد دیوبند کی گلیوں میں یہ نعرے لگاتے تھے:

لے کے رہیں گے پاکستان
دینا پڑے گا پاکستان
بٹ کے رہے گا ہندوستان
بن کے رہے گا پاکستان
اپنا سر کٹائیں گے
پاکستان بنائیں گے
خون کی ندیاں بہائیں گے
پاکستان بنائیں گے
سینے پہ گولی کھائیں گے
پاکستان بنائیں گے
پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ

لیکن ہم جو بات کہہ رہے ہیں وہ صرف محبت کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے بلکہ بہت کچھ دیکھنے کے بعد کہہ رہے ہیں، یورپ، امریکا، ایشیا کے اکثر ممالک اور افریقہ، ان چار براعظموں کے بہت سارے ممالک دیکھنے کے بعد کہہ رہے ہیں، آسٹریلیا ہم نے نہیں دیکھا، لیکن وہاں کے حالات پڑھتے اور معلوم کرتے رہتے ہیں کہ ایسا کوئی ملک ابھی تک دریافت نہیں ہوا جس میں بیک وقت اتنے وسائل موجود ہوں جتنے وسائل پاکستان کے پاس ہیں۔ امریکا اتنا بڑا ملک ہے کہ نیویارک اور لاس اینجلس اس کے الگ الگ کناروں پر واقع دو مختلف شہر ہیں، ان دونوں کے درمیان فلائٹ چھ گھنٹے کی ہوتی ہے، لیکن امریکا میں بھی قدرتی وسائل کی اتنی بہتات نہیں ہے جتنی پاکستان میں ہے۔ چائنا، کینیڈا اور روس کے پاس زمین بہت ہے لیکن ان کی بھی یہی حالت ہے، ایسا تو ہے کہ کوئی چیز کسی دوسرے کے پاس ہے، ہمارے پاس نہیں، لیکن مجموعی اعتبار سے جتنی نعمتیں اور قدرتی وسائل پاکستان کے حصے میں آئے ہیں اتنے کسی اور ملک کے حصے میں نہیں آئے۔

ایسے پیارے ملک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو چھوڑنے کی وجہ سے دشمن کو مسلط کردیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بھی نجات عطا فرمائے۔ آمین۔

کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہ کرنے کا وبال... باہمی پھوٹ

اور پانچویں خرابی اور اس کا وبال یہ بیان فرمایا کہ کتاب اللہ کے مطابق احکام نافذ نہ کریں تو اس قوم کے درمیان پھوٹ پڑجاتی ہے۔

یہ وبال بھی ہمارے ملک میں آیا ہوا ہے، ہم نے اپنے اس ساڑھے پانچ فٹ کے قد پر، اپنے گھروں، اپنی دکانوں، مارکیٹوں، کارخانوں اور سیاسی جماعتوں میں اسلامی نظام نافذ نہیں کیا، جس کی وجہ سے آج ہر ایک دوسرے کا گلا کاٹ رہا ہے اور ہر ایک دوسرے کو تباہ کررہا ہے، لیکن درحقیقت "خود کردہ را علاجے نیست" اپنے کئے کا کوئی علاج نہیں، جو قوم اپنا علاج خود نہیں کرتی تو باہر سے فرشتے اس کی مدد کے لئے نہیں آیا کرتے:

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اگر ہم فضائے بدر پیدا کرلیں، اپنے گناہوں سے پکی توبہ کرلیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اختیار کرلیں تو پھر انشاء اللہ سارے حالات بدل جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ

اور قابل فخر مفتی فخر الزمانؒ

حافظ فیاض حسن سجاد

11۔ مارچ کی خون آلود رات تھی، جب کمپیوٹر سیکشن سے محمد عمیر نے حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کی اندوہناک خبر دی، بے ساختہ آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ سے ملاقاتوں کے قیمتی لمحات ذہن میں گردش کرنے لگے، حضرتؒ کی باتیں یاد آنے لگیں۔ شہادت سے دوروز قبل ٹیلی فون پر بات ہوئی کہ وہ اس بات پر مضطرب تھے کہ نوجوان نسل زید حامد سے متاثر ہو کر ایمان گنوا رہے ہیں۔ حضرتؒ بڑے مضطرب تھے۔ مجھ سے پوچھا: زید حامد کب کوئٹہ آ رہا ہے میرے بتانے پر کہ اس نے 14 مارچ کا اعلان کیا ہے، آپ نے فرمایا کہ ایسی حکمت عملی اختیار کریں کہ زید حامد کا کوئٹہ میں اجتماع نہ ہو سکے۔ ہدایت دی کہ اگر کوئی اجتماع ہوا اس کو زبردستی روکنے یا ہنگامہ آرائی کی ضرورت نہیں کیونکہ یہ دعوت وتبلیغ کے منافی ہے زیادہ محنت نوجوانوں پر کریں تاکہ ان کا ایمان محفوظ رہ سکے۔ مسلمانوں کا ایمان بچانا ضروری ہے۔ علماء کرام سے دعا کرائیں اور مشورہ کریں اور تبلیغی پروگرام ترتیب دیں۔ زید حامد کے فتنہ کے بارے میں لٹریچر بھجوا رہے ہیں۔ حضرت کے فرمان کے مطابق کراچی جماعت کے ذمہ دار سید انوار الحسن نے لٹریچر کوچ میں بھیج دیا جس کا عنوان تھا کہ "راہبر کے روپ میں راہزن" عزیزی محمد عمیر کی اطلاع پر میں نے تفصیلات معلوم کرنے کے لئے کراچی دفتر ٹیلیفون کیا وہاں کسی نے ریسور اٹھایا، میں نے مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کے بارے میں استفسار کیا تو بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ "ہسپتال میں ہیں" لیکن یہ جرأت نہیں ہو رہی تھی کہ بتائیں کہ وہ شہید ہو گئے ہیں۔ دوبارہ پوچھنے پر بتایا کہ وہ شہید ہو چکے ہیں۔ یہ غمناک خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔

دوسرے روز جمعۃ المبارک کو شہر کی تمام مساجد میں عظیم سانحہ پر علماء نے مذمت کی اور شہداء کیلئے دعا کی اور جمعہ نماز کے بعد احتجاجی ریلی اور احتجاجی جلسہ ہوا مجلس کے ساتھیوں نے کراچی جا کر تعزیت کا پروگرام بنایا' شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی مجلس کے سیکرٹری جنرل حاجی تاج محمد صاحب' نائب امیر حاجی سید گل محمد آغا صاحب اور عزیز قاری حمزہ ملوک کے ہمراہ تعزیت کے لئے کراچی گئے، وہاں جامع مسجد خاتم النبیین میں شہداء ختم نبوت کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی' مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر' مفتی سعید احمد جلال پوری کے گھر جا کر تعزیت کی۔

عالم اسلام کے عظیم اسکالر مفتی سعید احمد جلال پوری ایک تنگ وتاریک فلیٹ میں کرائے پر رہ رہے تھے' حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کو اللہ تعالیٰ نے اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا' انتہائی نرم خو تواضع ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی وہ انتہائی کم گو لیکن ملک بھر کے ختم نبوت کے کارکنوں سے دلی محبت تھی اور شفقت فرماتے تھے ہر ایک کا نام لے کر پکارتے تھے۔ ان کے بڑے بھائی حضرت مولانا رب نواز جلال پوری نے تعزیتی کانفرنس میں بتایا تھا کہ وہ کرائے کے مکان میں رہتے تھے اور قرضدار تھے ان کے معتقدین ایک اشارے پر لاکھوں روپے دینے کو تیار تھے ملک بھر کے دینی مدارس مالی اعانت کے لئے ان سے رابطہ کرتے، ہر مدرسہ کی ضرورت پوری کرتے ان کی ایک چٹ پر مخیر حضرات عطیہ اور چندہ دے دیتے تھے جو ہزاروں روپے ہوتا تھا۔ ان کو محسن المدارس کہا جائے تو مناسب ہوگا وہ پھل دار شاخ کی طرح جھکے ہوئے تھے انہوں نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کی اللہ تعالیٰ نے ان کو بلند کر دیا ایسی علمی شخصیت پر جامع گفتگو ارباب علم ودانش ہی کا کام ہے ناکارہ ان کی زندگی کے حالات کا احاطہ نہیں کر سکتا۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوری کے ساتھ شہید ہونے والے حاجی عبدالرحمن سری لنکا کے رہنے والے تھے، انہوں نے تمام زندگی پاکستان میں گزاردی، پاکستانی شہریت رکھتے تھے ان کو حضرت مفتیؒ سے والہانہ عقیدت ومحبت تھی، انتہائی دیندار اور خاموش طبع تھے انہوں نے آخری مرتبہ اپنی والدہ سے کہا کہ "اگر میں شہید ہو جاؤں تو رونا نہیں، مجھے پاکستان میں دفن کرنے کی اجازت دے دینا" مجلس کے اکابر نے شہید کی والدہ سے رابطہ کیا انہوں نے بتایا کہ آخری مرتبہ جب عبدالرحمن ملنے کے لئے آیا تو عجیب انداز میں اس نے اپنی شہادت کی بشارت سنائی، مجھ سے رخصت ہوتے ہوئے معافی مانگی اور کہا کہ "اماں اگر میں شہید ہو جاؤں تو مجھے پاکستان میں دفن ہونے کی اجازت دے دینا" ضعیف العمر

صابرہ شاکرہ خاتون نے مجلس کے اکابر کو اجازت دے دی کہ وہ اس کو پاکستان میں دفن کر دیں۔

جامع مسجد خاتم النبیین کے عقب میں ''گوشہ شہداء ختم نبوت'' کے نام سے موسوم قبرستان میں شہداء کی قبروں پر فاتحہ خوانی کی جہاں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ' مفتی محمد جمیل خانؒ کی بھی مرقد ہیں، یہاں سے فارغ ہوکر ہم شہید فخرالزمانؒ کے گھر تعزیت کے لئے حضرت شیخ القرآن مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی کی قیادت میں روانہ ہوئے' ہمیں مولانا عبدالعزیز الاشاری نے بتایا کہ جامع مسجد خاتم النبیین سے رات دس بجے حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری روانہ ہوئے تو اگلی نشست پر ڈرائیور عبدالرحمن، حضرت شہیدؒ کے 15 سالہ صاحبزادے حافظ محمد حذیفہ، پچھلی نشست پر حضرت مفتی صاحبؒ اور مفتی فخرالزمانؒ سوار تھے جب شقی القلب ملعون مجرموں نے فائرنگ کی مفتی فخرالزمان نے حافظ محمد حذیفہ کو بچانے کے لئے اپنے ہاتھ سے اس کے سر کو بچانے کے لئے نیچے دھکیلا، اس کا اندازہ فخرالزمان کے ہاتھ اور بازوؤں میں گولیاں لگنے اور چھلنی ہونے سے ہوا اور ساتھ ہی مفتی فخرالزمانؒ نے حضرت مفتی سعید احمد جلال پوری سے لپٹ کر ان کو بچانا چاہا لیکن شہید ہوگئے شہادت سے قبل انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا۔

ان کے گھر کی طرف جاتے ہوئے ہماری طبیعت میں اضمحلال تھا حاجی امان اللہ کے نوجوان بیٹے اور حاجی نصر اللہ خان سے بھانجے کی تعزیت کس طرح کریں گے؟ اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جو اس کٹھن مرحلے سے گزرے ہوں اس جانکاہ حادثے پر ہماری آنکھیں اشکبار تھیں، لیکن جب ہم فخرالزمانؒ کے گھر داخل ہوئے تمام گھرانے کو صبر واستقامت کا اعلیٰ نمونہ پایا جو ہم سب کے لئے بہترین مثال قائم کر رہے تھے۔ شہید کے والد' بوڑھی والدہ' جوان بیوہ' تمام بھائی صبر ورضا کے پیکر تھے' ہم نے صبر ووفا کا درس کتابوں میں پڑھا تھا لیکن اس کا عملی نمونہ شہید فخرالزمان کے گھر پہنچ کر دیکھ لیا، سب سے اہم بات ان کی جواں سال اہلیہ کا جذبہ ہے جس نے اس نازک لمحوں میں لبوں پر حرف شکایت نہیں لائی معلوم ہوا کہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم سے اس خاندان کا روحانی تعلق ہے، آنا جانا ہے، شہید کی اہلیہ نے مولانا اللہ وسایا کو ٹیلی فون کیا کہ آپ نے مجھے فخر الزمان کے شہید ہونے پر مبارکباد نہیں دی؟ مجھے خوشی ہے کہ اس نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی پاسبانی میں اپنی جان نچھاور کی۔

ہر ذی روح نے دنیا سے واپس جانا ہے، یہ نظام قدرت ہے کہ بعض انسان لمبی لمبی عمریں پاتے ہیں جبکہ بعض کم عمری میں سینکڑوں برس کا کام دنوں میں کر کے دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں ایسے ہی لوگوں میں ایک نوجوان شخصیت مفتی فخرالزمان کی ہے جو وہوا (ڈیرہ غازی خان) میں پیدا ہوا، زندگی کی 29 ویں برس میں اس دارفانی کو چھوڑ کر چلے گئے، فخرالزمان برصغیر کی آزادی کے سرخیل حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے رفیق، حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے خلیفہ مجاز مولانا مفتی بشیر احمد واہوی کے نواسہ تھے' ایک درویش صفت انسان حاجی امان اللہ خان کے صاحبزادے تھے۔ حاجی صاحب کے تمام صاحبزادے قرآن کریم کے حفاظ اور عالم دین ہیں، ان کے صاحبزادوں میں مولانا امداد اللہ' مولانا نعمت اللہ' مولانا مفتی رضوان' شہید ختم نبوت مفتی فخرالزمان' مولانا مفتی محمد نعمان' مولانا حافظ ابوبکر اور حافظ معاویہ حسنین شامل ہیں' اس خاندان میں عشق رسول اور ختم نبوت سے والہانہ جذبہ الفت ومحبت تھا اگر کسی سے ذاتی تعارف ہو اس شخصیت کے حالات زندگی پر قلم اٹھانا آسان ہوتا ہے لیکن جس کی زندگی سے تعارف نہ ہو تو لکھنا دشوار ہوتا ہے۔ قلم انصاف نہیں کرسکتا لیکن جب فخرالزمان کی زندگی کے حالات اور کارناموں کا ذکر ہوا ایسا محسوس ہوا کہ وہ بہت ہی قریب تھا، جیسے ذاتی نقصان ہوا محسوس ہو رہا ہے اس سے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت سے روحانی تعلق ہے۔ فخرالزمان کے والدین نے اس کا نام صحیح رکھا تھا بلاشبہ اس پر زمانے کو فخر ہے۔ ☆☆☆

ظالموں کو گرفتار کر کے پھانسی دی جائے: مولانا عبدالواجد اشرفی

جامع مسجد عبداللہ ماڑی خانخیل ضلع مانسہرہ کے خطیب مولانا عبدالواجد اشرفی نے خطبہ جمعہ میں آیات ختم نبوت واحادیث پڑھ کر ختم نبوت پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ دور صحابہؓ وخلفائے راشدینؓ سے ہی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور دیگر جھوٹے مدعی نبوت کے دعویداروں کے خلاف جہاد کیا اور ۱۲۰۰ صحابہ کرامؓ وتابعینؒ نے جام شہادت نوش فرمایا۔ صحابہ کرامؓ کے وارث علمائے کرام خصوصاً علمائے دیوبند نے انگریزوں کے خود کاشتہ پودا مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف جہاد کے اس تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی نظام الدین شامزی، مولانا مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی کے بعد مولانا سعید احمد جلال پوری رحمہم اللہ تعالیٰ کو اپنے صاحبزادہ اور دو علمائے کرام کے ساتھ جامع مسجد خاتم النبیین مجلس ذکر سے فارغ ہوکر آتے ہوئے ظالمانہ طور پر اسلام کے دشمنوں نے شہید کیا۔ جمعہ کا یہ اتنا بڑا اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ظالموں کو گرفتار کر کے پھانسی دی جائے تاکہ ایسے واقعات کا سد باب ہو سکے۔

قادیانی مطالبہ

عمار یاسر

۱۹۷۰ء کے الیکشن میں قادیانیوں نے اپنے سو فیصد ووٹ پیپلز پارٹی کو دیئے تھے۔ سرگودھا اور جھنگ کے اضلاع میں قادیانی ووٹرز اس سلسلے میں بڑے متحرک تھے، چنانچہ سرگودھا سے پی پی کے امیدوار چوہدری جہانگیر علی، حفیظ اللہ چیمہ اور انور نون کی کامیابی میں قادیانی ووٹرز نے فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ تاہم ضلع جھنگ میں اپنے صدر مقام والے حلقے سمیت ان کی حمایت ناکام رہی، تحصیل چنیوٹ سے بریلوی مکتبہ فکر کے مولانا محمد ذاکر امیدوار تھے۔ ان کا مقابلہ پنجاب کے چوٹی کے جاگیردار پیر آف رجوعہ کے ساتھ تھا۔ سادات رجوعہ کو تمام بڑے بڑے زمینداروں کے ساتھ تمام اقلیتوں کی حمایت حاصل تھی۔ ان کا تعلق فقہ جعفریہ کے ساتھ تھا، لہٰذا اس فقہ کے سو فیصد ووٹرز ان کے ہمدرد تھے۔ ربوہ اب (چناب نگر) اور گردونواح کے ہزاروں قادیانی ووٹرز کا ووٹ فیصلہ کن ثابت ہوسکتا تھا۔ اس اقلیت کے سرغنہ مرزا ناصر (آنجہانی) نے مولانا محمد ذاکر کو پیغام بھیجا کہ آپ ایک مرتبہ کار میں ربوہ کے اندر سے گزر جائیں اور ہمارے سو فیصد ووٹ حاصل کرلیں۔ مولانا محمد ذاکر نے جواب دیا کہ: ''اگر میں ایک ووٹ سے ہار رہا ہوں اور اس ایک ووٹ کی کمی قادیانی ووٹ سے پوری ہوتی ہو تب بھی ہرگز قادیانی ووٹ قبول نہیں کروں گا۔''

۷/ دسمبر ۱۹۷۰ء کی شام جب الیکشن کمیٹی کا نتیجہ موصول ہوا تو مردِ درویش مولانا محمد ذاکر بھاری اکثریت سے جیت چکے تھے۔ مغربی پاکستان میں پی پی پی کو ۸۲ نشستیں حاصل ہوئیں، جو کل ایوان کا ۲۷.۳ فیصد تھا۔ جنرل یحییٰ خان اور اس کے قادیانی مشیر ایم ایم احمد نے بھٹو صاحب سے مل کر اکثریتی پارٹی کو اقتدار سے محروم کردیا۔ قادیانی لابی مشرقی پاکستان کی قیادت سے الرجک تھی، کیونکہ وہاں قادیانیوں کا تناسب صفر تھا۔ ۲۷/ دسمبر ۱۹۷۱ء کی شام بھٹو صاحب نے مغربی پاکستان میں اقتدار سنبھالا۔ قادیانی لابی کا سرغنہ ایم ایم احمد بدستور ان کا مشیر رہا۔ یکم مارچ ۱۹۷۲ء کی شام بھٹو صاحب نے افواج پاکستان کی کمان تبدیل کی۔ پاک آرمی کے ڈپٹی چیف آف آرمی اسٹاف کے طور پر اس قادیانی لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک کو نامزد کیا، جو شکر گڑھ سیکٹر میں ناکامی کا ذمہ دار تھا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں اسے محافظ چونڈہ کا لقب دیا گیا تھا، حالانکہ اس وقت یہ کارنامہ جنرل ٹکا خان نے انجام دیا تھا۔ پاک بحریہ کی کمان کے لئے بھٹو صاحب نے ایک سکہ بند قادیانی ریئر ایڈمرل حسن حفیظ احمد کو نامزد کیا۔ پاکستان ایئر فورس کی کمان ایک قادیانی ایئر مارشل ظفر چوہدری کے حوالے کی گئی، جس نے سرگودھا کے فضائی مستقر سے میراج طیارے اڑائے اور فلائی پاسٹ کرتے ہوئے قادیانیوں کے سالانہ جلسہ کو سلامی دی۔ اس پر مولانا غلام غوث ہزارویؒ بھٹو صاحب کے پاس گئے اور ظفر چوہدری کی برطرفی کا پروانہ حاصل کرکے ہی لوٹے۔

ستمبر ۱۹۷۴ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تاہم ان کی سازشیں جاری رہیں۔ ۱۹۸۴ء میں جنرل محمد ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کیا۔ آج الحمدللہ! قادیانی سکڑ رہے ہیں۔ ان کا غرور وتکبر ختم ہوچکا ہے۔ تاہم آج بھی ان کے کچھ لوگ سرکاری عہدوں پر فائز ہیں۔ موجودہ کابینہ کے کئی ارکان ان کے ہمدرد ہیں۔ وفاقی وزیر میاں منظور احمد وٹو کی قادیانیوں سے ہمدردیاں سب کو پتہ ہیں۔ جنرل محمد ضیاء الحق نے قادیانی آرمی افسروں پر اعلیٰ عہدوں پر ترقی کے دروازے بند کردیئے تھے۔ ۱۹۸۰ء کے اوائل میں چند قادیانی آرمی افسروں نے اپنی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک عسکری اجتماع میں جنرل ضیاء الحق سے احتجاج کیا۔ ان لوگوں کی قیادت ایک سکہ بند قادیانی میجر مبشر احمد مجوکہ کررہا تھا۔ جنرل صاحب نے ان کا مطالبہ بڑے تحمل سے سنا اور ان کا احتجاج بھی سنا۔ اس مردِ مومن نے تینوں قادیانی افسروں کو حکم دیا کہ کھڑے ہوجائیں اور اگلی ساعت کے دوران حکم دیا کہ: ''آپ تینوں فی الفور ریٹائر کئے جاتے ہو، اس ہال سے نکل جاؤ اور اپنے اپنے گھروں کی راہ لو۔ تمہارے ریٹائرمنٹ کے تحریری آرڈرز تمہارے گھروں میں پہنچ جائیں گے۔''

جنرل محمد ضیاء الحق نے حتی الوسع کوشش کی کہ کوئی قادیانی اعلیٰ عہدے پر نہ پہنچے۔ ان کے دور میں میجر جنرل اعجاز احمد کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ قادیانی ہے، تاہم موصوف ہمیشہ تردید کرتے رہے۔ درحقیقت میجر جنرل اعجاز احمد کے دوسرے بھائی

پروفیسر ظفر احمد آف سرگودھا قادیانی تھے۔ ان کے بڑے بھائی میجر جنرل افتخار جنجوعہ کے بارے میں بھی متضاد رائے تھی۔

جنرل پرویز مشرف کا دور حکومت سب سے منحوس ترین تھا۔ ان کی اسلام دشمنی واضح تھی۔ وہ ہر اس مسلمان کا جانی دشمن تھا جس کے چہرے پر سنت کے آثار تھے۔ قادیانی طبقہ اس عہد میں آسودگی محسوس کرتا رہا، اس کے وزیراعظم شوکت عزیز اور سینئر مشیر طارق عزیز کے بارے میں مسلمانان پاکستان کو تحفظات تھے۔ آج بھی حکومت کا رویہ قادیانیوں کے بارے میں کافی نرم ہے۔ بدقسمتی سے حکومتی زعماء کی اکثریت سیکولر خیالات کی حامی ہے۔

سب سے افسوس ناک کردار ہمارے مذہبی امور کے وفاقی وزیر کا ہے۔ اطلاعات کے مطابق موصوف نے قادیانیوں کے ایک وفد کو خفیہ طور پر شرف میزبانی بخشا ہے۔ جو نو ماہ تک خفیہ رہنے کے بعد کسی طرح راز نہ رہا اور میڈیا پر آ کر رہا۔ علامہ حامد سعید کاظمی صاحب اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کا نمائندہ سمجھتے ہیں، اپنے عقائد میں راسخ ہیں، ان کے پاس مذہبی امور کی وزارت ہے، تاہم قادیانیوں سے خفیہ ملاقاتیں اور ان کے ناپاک عزائم کچھ اور ہی واضح کرتے ہیں۔ بلاشبہ قادیانیوں کو سب سے زیادہ بغض علمائے دیوبند سے ہے، وہ مولانا محمد گل شیر، مولانا بخاری، مولانا تھانوی، مولانا بنوری، مولانا لاہوری، مولانا رشید احمد، مولانا عبدالحق، مولانا ہزاروی، مفتی محمود، مولانا لدھیانوی، قاری طیب، مولانا ضیاء القاسمی اور دوسرے مشائخ کے کھلے دشمن ہیں۔ کیا آج کوئی مسلمان ختم نبوت کے منکرین کے مطالبات سن سکتا ہے؟ کیا ختم نبوت کے ان منکروں کو حرمین شریفین جانے کی اجازت دی جاسکتی ہے؟ نہیں اور ہرگز نہیں! مگر افسوس کہ علامہ حامد سعید کاظمی صاحب کی وزارت پر یہ سب کرنے کے ٹھوس اعتراضات اٹھائے جارہے ہیں۔

(روزنامہ اسلام کراچی، ۱۹ اپریل ۲۰۱۰ء)

ختم نبوت کانفرنس پشاور

پشاور (رپورٹ: محمد نصیب اختر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور کے زیر اہتمام ۲۸ مارچ ۲۰۱۰ء بروز اتوار ۱۱/ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ کو جامع مسجد مدنی ادارہ تعلیم القرآن میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا، قاری محمد عاصم سمیع نے شب و روز محنت کر کے اپنے دیگر نوجوان ساتھیوں کے ہمراہ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کی انتھک کوشش کی، جبکہ ایک دیندار خاتون نے ختم نبوت کانفرنس کے لئے دس ہزار روپے کا عطیہ دیا۔ خطیب العصر علامہ سید عبدالمجید ندیم صاحب مدظلہ سے وقت لیا گیا اور پھر ایک خوبصورت اشتہار سے شہر پشاور کو مزین کیا گیا۔ جگہ جگہ بڑے بڑے بینر آویزاں کیے گئے، اور پھر ۲۸ مارچ کا انتظار کیا جانے لگا۔ بالآخر یہ مقدس گھڑی آہی گئی، مذکورہ تاریخ پر بعد از نماز عصر کانفرنس کی کاروائی شروع ہوئی جو تقریباً رات دس بجے تک جاری رہی۔ کانفرنس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی دامت برکاتہم فرمارہے تھے، کانفرنس کا آغاز قاری زبیر کی تلاوت سے ہوا، اور نعتیہ کلام پیش کیا گیا، مقامی مبلغ مولانا عابد کمال صاحب کے خطاب کے بعد حضرت پوپلزئی دامت برکاتہم نے صدارتی خطبہ پیش کیا، قرآن وسنت کے آفاقی دلائل سے عقیدہ ختم نبوت کی اساسی اہمیت بیان فرمائی، اور عوام الناس کی توجہ تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے کام کی طرف دلائی اور یہ فرمایا کہ یہ کانفرنس تحفظ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کے لئے ملک بھر میں منعقد ہونیوالی ختم نبوت کانفرنسوں کے سلسلے کی کڑی ہے اور فرمایا کہ یہ کانفرنس ماہ اپریل میں ہونے والی ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ اور نومئی کو ہونے والی ختم نبوت کانفرنس ایبٹ آباد کے لئے سنگ میل ثابت ہوگی نماز مغرب تک ایمان افروز خطاب فرمایا۔ نماز مغرب کے بعد قاری محمد عاصم نے مختصر تلاوت کی پھر علامہ سید عبدالمجید ندیم شاہ صاحب نے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک خطاب کیا۔ کانفرنس کے اطراف کو جمعیت کے باوردی رضا کاروں نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا، رضا کاروں کی سیکورٹی کے علاوہ پولیس کی بھاری نفری بھی موقع پر موجود تھی۔ کانفرنس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی، مسجد اور مدرسہ اپنی وسعتوں کے باوجود تنگی کا منظر پیش کررہا تھا، لوگوں کے جذبات دیدنی تھے، فرزندان توحید اور ختم نبوت کے پروانے دور دراز سے سفر کر کے کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ علاقائی کانفرنس ہونے کے باوجود کانفرنس صوبے کا نمائندہ اجتماع نظر آرہی تھی، ادارہ کے طالب علم اپنے مخصوص انداز میں نعرے لگا کر اپنے جذبات کا اظہار کر رہے تھے۔ ایک ننھے طالب علم نے حضرت پوپلزئی دامت برکاتہم کے خطاب کے دوران یہ نعرہ لگایا (فرما گئے یہ ہادی، لا نبی بعدی) چاچا عنایت نے تمام انتظامات کی نگرانی کی اور وقتاً فوقتاً ہدایات دیتے رہے، ایک خوبصورت اسٹال بھی لگایا گیا تھا، جس میں ختم نبوت کے ایک پروانے نے ہزاروں روپے کی کتب خرید کر لوگوں میں مفت تقسیم کیں۔ حضرت علامہ سید عبدالمجید ندیم کے خطاب کے دوران اور پھر دعا کے موقع پر لوگوں نے رو رو کر اپنی عاجزی کا اظہار کیا، علامہ نے اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے مولانا قاری سمیع اللہ جان فاروقی کی خدمات کو سراہا اور ان کی مسجد مدرسہ اور دعوتی خدمات کے حوالے سے عوام الناس کو آگاہ کرتے ہوئے ان کی ذات کو اہل علاقہ کے لئے اللہ کی بڑی نعمت قرار دیا۔ جلسہ میں ناؤن نو کے ناظمین، نائب ناظمین کے علاوہ کثیر تعداد میں علماء کرام نے بھی شرکت فرمائی۔ قاری صبغت اللہ مدنی، قاری سعید اختر، مولانا عبدالکریم، مولانا بصیر خان، مولانا جہانزیب زاہد، قاری محمد فہیم، عبدالناصر، عاشق ساجد، عبدالباسط، محمد موسیٰ، محمد ظہیر احمد اور ارشد جاوید نے بھی شرکت کی۔ بالآخر یہ اجتماع بخیر و عافیت دعا کے بعد اختتام پذیر ہوا، آخر میں مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سیالکوٹ

خطبہ صدارت، خطابات، قراردادیں

رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم. اما بعد!

حضرات مہمانان ذی وقار، علماء کرام، مشائخ عظام، مختلف دینی جماعتوں اور مسالک کے نمائندگان محترم، آج مورخہ ۱۴/اپریل ۲۰۱۰ء کو ہم پاکستان کے مردم خیز خطہ کے ایک اہم اور تاریخی شہر سیالکوٹ میں ختم نبوت کانفرنس کے حوالہ سے جمع ہیں۔

حضرات گرامی! یہ شہر سیالکوٹ وہ تاریخی شہر ہے جہاں حضرت مجدد الف ثانی حصول تعلیم کے لئے تشریف لائے۔

یہ وہ شہر ہے جس کے باسی حاجی محمد افضل سیالکوٹی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے استاذ تھے۔ یہ شہر سیالکوٹ وہ تاریخی شہر ہے جسے علامہ کمال الدینؒ، علامہ حضرت عبدالحکیم سیالکوٹی مرحوم اور مؤسس پاکستان علامہ اقبال مرحوم ایسے شہرہ آفاق شخصیات کے مولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرات گرامی! جہاں پھول ہوتے ہیں وہاں کانٹے بھی۔ اس حوالہ سے بھی دیکھا جائے تو سیالکوٹ وہ شہر ہے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کی حکومت میں سرکاری ملازمت اختیار کی۔ اس شہر کی کچہری میں ڈپٹی کمشنر پارکنسن کے دفتر میں اہلمد کے طور پر مرزا قادیانی سالہا سال انگریز کی ملازمت کرتا رہا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں مرزا قادیانی نے مختاری کا امتحان دیا اور خیر سے اس میں فیل ہوگیا۔ ملازمت کو خیر باد کہہ کر مرزا قادیانی قادیان کو سدھارا۔ وہاں اس نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا۔ تب پورے ہندوستان کی طرح سیالکوٹ میں بھی مرزا قادیانی کا تعاقب کیا گیا۔ اس کی تردید میں جن مقدس شخصیات نے مرکزی کردار ادا کیا۔ ان میں اس ضلع کی ایک روحانی شخصیت پیر طریقت مولانا پیر جماعت علی شاہؒ تھے۔ جنہوں نے اس خطہ میں مرزا قادیانی کے ناک میں دم کئے رکھا۔ حتیٰ کہ ملعون قادیان مرزا قادیانی مئی ۱۹۰۸ء میں لاہور آیا۔ جہاں اسے ہیضہ کی بیماری نے آن دبوچا۔ اس موقع پر لاہور کے درودیوار کو جو شخصیت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور مرزا قادیانی کے مقابلہ کے لئے صف آرا کر رہی تھی وہ شخصیت سیال کوٹ ضلع کے مولانا پیر جماعت علی شاہؒ تھے۔

حضرات گرامی! اس ضلع کی ایک درویش منش شخصیت جنہیں دنیا مناظر اسلام مولانا حافظ محمد شفیع سنکھترویؒ کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے۔ انہوں نے تقسیم سے قبل سیالکوٹ، جموں کشمیر میں جس تندہی وجاں سپاری کے ساتھ شہر شہر، قریہ قریہ، قادیانیت کا تعاقب کیا۔ وہ تاریخ کا ایک حصہ ہے۔

حضرات گرامی! یہ شہر سیالکوٹ وہ شہر ہے جہاں کی معروف شخصیت حضرت مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی نے مرزا قادیانی کے خلاف منبر ومحراب، جلسہ ومناظرہ، تحریر وتقریر کے ذریعہ معرکۂ حق قائم کئے رکھا۔ یہ وہ شہر ہے جہاں غلام محمد شاہ صاحبؒ نے مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کو آڑے ہاتھوں لیا تو ۳۰/نومبر ۱۹۳۶ء کو انہیں سزایاب کیا گیا۔

حضرات سامعین گرامی! بھارتی پنجاب کا ضلع گورداسپور جس میں قادیان واقع ہے وہ اور سیالکوٹ کی حدود آپس میں ملتی ہیں۔ شکرگڑھ کی تحصیل پاکستان بننے سے قبل گورداسپور کی تحصیل تھی۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت ضلع سیالکوٹ کا ڈپٹی کمشنر مرزا قادیانی ملعون کا پوتا ایم ایم احمد قادیانی تھا۔ قادیانی قادیان سے نکلے، حدود پار کیں تو انہیں ضلع سیالکوٹ میں آباد کر دیا گیا۔ تب سے اب تک ضلع سیالکوٹ کے اکثر وبیشتر دیہاتوں میں قادیانیت کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ ضلع سیالکوٹ میں قادیانیت کے اثر ورسوخ بام عروج تک پہنچانے کے لئے ظفر اللہ قادیانی کا بھائی ڈسکہ ضلع سیالکوٹ سے پاکستان کے پہلے الیکشن میں کھڑا ہوا۔ تب حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، ماسٹر تاج الدین انصاریؒ، مولانا صاحبزادہ فیض الحسن سجادہ نشین آلومہار شریفؒ نے پورے علاقہ کو عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے شعلہ جوالا بنا دیا۔ قادیانی شاطر قیادت مرزا محمود سے لے کر ظفر اللہ قادیانی تک

سبھی اس ضلع سیالکوٹ میں شکست سے دوچار ہوئے۔

حضرات گرامی! ایک دور تھا کہ احرار کی چھاؤنی ہونے کا سیالکوٹ کو فخر حاصل تھا۔ پیر سید بشیر احمد گیلانی، جناب حافظ محمد صادق، جناب سالار بشیر احمدؒ ایسے حضرات نے اپنے اپنے عہد میں قادیانی فتنہ کو ناکوں چنے چبوائے۔ مولانا محمد علی کاندھلویؒ، مولانا کرامت علی شاہؒ، مولانا بشیر احمد پسروریؒ، مولانا علامہ منظور احمدؒ، مولانا محمد یعقوبؒ، مولانا فضل حق اور ان جیسے دیگر اساطین علم وفضل نے ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قادیانیت کے خلاف سیالکوٹ کے در و دیوار کو سراپا تحریک بنا دیا تھا۔

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد فیروز خانؒ، مولانا انذر قاسمیؒ، مولانا نعیم آسیؒ اور ان جیسے بیسیوں علماء کرام نے ختم نبوت کی جدوجہد میں سیالکوٹ کی شاندار تاریخ رقم کی۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں سیالکوٹ کی جامع مسجد ڈونگا باغ کے خطیب حضرت مولانا مفتی مختار احمد نعیمیؒ نے آل پارٹیز مرکزی مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل ہونے کے ناطے پورے ملک میں سیالکوٹ کی عظمتوں کے جھنڈے بلند کئے۔

حضرات محترم! مجھے اعتراف ہے کہ بہت سارے حضرات کے نام ذکر کرنے سے رہ گئے ہوں گے۔ اس پر میں معذرت چاہتا ہوں۔ تنگی وقت کے پیش نظر پوری تاریخ کو یہاں دہرانا ویسے بھی ممکن نہیں۔ تاہم اس وقت جو مجھے آپ سے عرض کرنا ہے وہ یہ کہ، ضرورت ہے اس امر کی کہ، قادیانیت کے کفریہ نظریات کو ایک نئے ولولے کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ لوگ جو کسی غلطی کی وجہ سے دھوکہ کا شکار ہو کر قادیانی ہوئے۔ انہیں اسلام کی طرف واپس لایا جائے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ

قراردادیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام سیالکوٹ میں منعقدہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ:

۱: اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کے مطابق ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔

۲: ملک کی کلیدی اسامیوں سے قادیانیوں کو الگ کیا جائے۔

۳: امتناع قادیانیت ایکٹ پر موثر عملدرآمد کیا جائے۔

۴: گستاخ رسول کی سزا تعزیرات پاکستان کے مطابق موت ہے اسے برقرار رکھا جائے۔

۵: زید حامد جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب کا چیلہ، نام نہاد صحابی، بقول کذاب صدیقیت کے مقام پر فائز ہے کہ سرگرمیوں پر پابندی عائد کی جائے، اس کا تعلیمی اداروں میں داخلہ بند کیا جائے، ٹی وی چینلز پر اس کی تقاریر کی نشر واشاعت بند کی جائے۔

۶: شہید ختم نبوت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کے قتل کی ایف آئی آر کے مطابق نامزد قاتل گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دی جائے۔ نیز مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ اور ان کے رفقاء کے قاتل بھی گرفتار کئے جائیں۔

۷: یہ اجتماع وفاقی وزیر مذہبی امور کی قادیانیوں سے ساز باز اور اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعہ طے شدہ امور کو متنازعہ بنانے کی سازش کی پرزور مذمت کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس سازش کا سد باب کیا جائے۔

۸: یہ اجلاس تمام مکاتب فکر کے علماء کرام، خطباء عظام سے اپیل کرتا ہے کہ ہر ماہ کا ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے لئے وقف کریں اور نئی نسل کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کریں۔

۹: یہ اجلاس کانفرنس کے انعقاد کے لئے تعاون کرنے پر تمام علماء کرام، مشائخ عظام، مہتممین مدارس اور ضلعی انتظامیہ کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

علماء کرام مہینہ میں کم از کم ایک جمعہ عقیدہ ختم نبوت کے بیان کے لئے وقف کریں۔ عوام مسلمان قادیانیت سے خود بچیں اور دوسرے مسلمانوں کو بچائیں۔ یاد رکھیں کہ قادیانیت کسی مذہب وعقیدہ کا نام نہیں۔ ایک دھوکہ، ایک فراڈ، امت مسلمہ کے خلاف ایک غیر ملکی سازش اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی بغاوت کا نام قادیانیت ہے۔ ان سے بچنا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اسی فرض کی ادائیگی کے لئے آج یہاں ہم سب جمع ہیں۔ جن جن حضرات نے اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے جدوجہد کی، وہ ہم سب کے شکریہ کے مستحق ہیں۔ علماء، مشائخ، انتظامیہ سب کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شکریہ ادا کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کے امیر جناب سید شبیر احمد گیلانی اور آپ کے گرامی قدر رفقاء، ختم نبوت یوتھ فورس، سیالکوٹ، گوجرانوالہ کی پوری دینی قیادت تمام جماعتیں اور ان کے ذمہ داران بالخصوص حضرات علماء کرام و دینی مدارس کے ذمہ داران جنہوں نے بے جگری کے ساتھ اس کانفرنس کو کامیاب بنانے کے لئے شب وروز ایک کیا۔ وہ ہم سب کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

حضرات گرامی! ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہونا انتہائی مقبول عمل ہے۔ امید ہے کہ آپ اپنی بھرپور توجہ سے اس کی پوری کاروائی کو سماعت فرماکر اس کے مقتضیات پر عمل پیرا ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔ بحرمۃ النبی الکریم!

علماء کرام کے خطابات:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام واپڈا گراؤنڈ میں ۴/اپریل ۲۰۱۰ء بروز اتوار عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت معاون امیر مرکزیہ صاحبزادہ مولانا عزیز احمد خانقاہ سراجیہ نے کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قادیانی فتنہ کا آغاز سیالکوٹ سے ہوا۔ آج سیالکوٹ میں بین الاضلاعی کانفرنس نے مرزائیت کے خاتمہ کی بنیاد رکھ دی ہے۔ برطانوی سامراج نے قادیانیت کی بنیاد ملک وملت دشمنی پر رکھی۔ قادیانی آج بھی انہیں بنیادوں پر مصروف عمل ہیں۔ جمعیت اہل حدیث کے امیر پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ ہم تجدید عہد کرتے ہیں کہ جس طرح ہمارے آباؤ اجداد نے ۱۹۴۷ء میں تحریک پاکستان میں اتحاد واتفاق سے حصہ لے کر پاکستان کا قیام یقینی بنایا ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں ختم نبوت کی تحریک چلاکر پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا تحفظ کیا ہم بھی ملک عزیز کی جغرافیائی اور نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ مولانا مفتی کفایت اللہ ممبر صوبائی اسمبلی نے کہا کہ اگر امتناع قادیانیت آرڈیننس اور تحفظ ناموس رسالت ایکٹ کو چھیڑا گیا تو ہم اسمبلی کے اندر اور باہر مذکورہ بالا قوانین کے تحفظ کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاکر اپنی تمام تر صلاحیتیں ناموس رسالت پر قربان کردیں گے۔ مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے اور مضبوط بنیاد کے بغیر جس طرح کوئی عمارت قائم نہیں رہ سکتی، اسی طرح ختم نبوت کے عقیدہ پر غیر مشروط طور پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا چاہے وہ کتنی عبادتیں وریاضتیں کرے۔ مولانا محمد احمد لدھیانوی نے کہا کہ جب ہم صحابہ کرام کے لئے جانیں نچھاور کرسکتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آبرو کے تحفظ کے لئے اپنے خون کی ندیاں پیش کردیں گے، لیکن عقیدہ ختم نبوت پر کسی کو شب خون نہیں مارنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی ہوش کے ناخن لیں اور خباثتیں چھوڑ دیں۔ مولانا محمد عالم طارق نے کہا کہ حکمران اپنی کرسی کے بجائے ملک و ملت کی حفاظت کریں اور ملک وملت کے دشمنوں کو مجرموں کے کٹہرے میں لائیں تاکہ دنیا کو دوست و دشمن کا پتہ لگ سکے۔ علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ ”قادیانی ملک وملت کے غدار ہیں“ ملک وملت کا غدار صدر زرداری، وزیر اعظم گیلانی اور میاں شہباز شریف کا وفادار نہیں ہوسکتا۔ مولانا عبدالحق خان بشیر نے کہا کہ ہم رہتی دنیا تک قادیانیت کا تعاقب کرتے رہیں گے۔ مولانا غلام حیدر خادمی نے کہا کہ قادیانیوں کے لئے دو ہی راستے ہیں یا اسلام قبول کرلیں یا شریف شہری بن کر رہیں۔ کانفرنس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا فقیر اللہ اختر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا محمد عارف شامی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالنعیم، قاری عمر حیات، مولانا محمد عرفان لدھیانوی، مولانا محبوب الحسن طاہر، مولانا پیر عزیز الرحمٰن ہزاروی، مولانا فضل الرحیم اشرفی، مولانا اشرف خان، رضوان احمد قادری، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا زاہد الراشدی، رانا شفیق خان پسروری، بادشاہی مسجد کے خطیب مولانا عبدالخبیر آزاد نے خطاب کیا۔ کانفرنس رات گئے تک جاری رہی

ضروری اطلاع

مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے ٹیلیفون تبدیل ہوچکے ہیں۔

نئے نمبر یہ ہیں:

061-4583486

061-4783486

تمام مبلغین اور جماعتی احباب نوٹ کرلیں۔

شہدائے تحفظ ختم نبوت کانفرنس حسن ابدال

رپورٹ: عدیل عزیز

مورخہ 4 اپریل 2010، بروز اتوار حسن ابدال موہڑہ چوک میں شہدائے تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں جناب قاری آفتاب صاحب نے تلاوت کلام پاک اور بارگاہ تعالیٰ میں حمد پیش کی۔ ننھے ثناء خواں محمد زبیر قاسمی نے نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اس کے بعد وکیل احناف حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دامت برکاتہم نے محققانہ انداز میں خطاب فرمایا، انہوں نے کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سبب تخلیق کائنات ہیں لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوری کائنات کے لئے عالم ارواح میں، عالم دنیا میں، عالم برزخ میں اور عالم آخرت میں رحمت ہیں۔ اس کے بعد شاعر اسلام جناب اطہر سرحدی صاحب نے اپنا منظوم کلام پیش کیا اور انگریز کے بناوٹی کذاب نبی (ملعون) کی ہجو بیان کی اس کے بعد ٹیکسلا کے حضرت مولانا مفتی شبیر احمد عثمانی صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ اور اکابرین علماء دیوبند کے کارنامے بیان فرمائے مفتی صاحب نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ مینارہ اور محراب مسجد کی علامت اور شعائر اسلام ہے۔ لہٰذا قادیانیوں کی عبادت گاہ کو مسجد کا نام نہیں دیا جاسکتا یہ پاکستان کے قانون میں شامل شدہ بات ہے اھھ واہ کینٹ میں جو قادیانیوں کی عبادت گاہ کا محراب ہے اس کو گرایا جائے کیونکہ یہ قانون پاکستان کے خلاف ورزی ہے۔ اس کے بعد قاری ذیشان معاویہ صاحب نے منظوم کلام پیش کیا، مولانا محمد اکرم طوفانی نے شرکا خصوصاً نوجوانوں سے تحفظ ختم نبوت سے متعلق پر مغز اور مدلل خطاب فرمایا۔ اس کے بعد حضرت مولانا عبدالکریم ندیم صاحب نے آخری اور مفصل خطاب فرمایا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر مضبوط دلائل دیئے، انہوں نے کہا کہ جہاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے ہیں ہم بھی وہاں فوت ہونے کی تمنا کرتے ہیں تو مرزائیوں کو چاہیے کہ وہ بھی اس جگہ مرنے کی خواہش کا اظہار کریں جہاں ان کا ملعون نبی مرا ہے اس کے بعد دعا ہوئی اور ظہر کی نماز ادا کی گئی۔ کانفرنس کو زینت بخشنے کے لئے علاقہ کے جید علماء کرام تشریف لائے جن میں حضرت مولانا زاہد صاحب صدر مدرس مرکز حافظ الحدیث، حضرت مولانا پیر تنویر حسین حیدری نقشبندی صاحب، مولانا عبدالباسط صاحب، مولانا قاری خالد محمود صاحب، حضرت مولانا نور محمد زاہد صاحب حضرت مولانا سجاد صاحب مہتمم مدرسہ عثمانیہ اس کے علاوہ علاقہ بھر کے مقتدر علماء کرام اور محبان ختم نبوت جوق در جوق تشریف لائے۔ نقابت کے فرائض حضرت مولانا ظفر اقبال صاحب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اٹک نے سرانجام دیئے جب کہ قرارداد یں حضرت مولانا محمد طیب صاحب مبلغ عالمی تحفظ ختم نبوت اسلام آباد نے پیش کیں اس موقع پر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع اٹک کے امیر حضرت مولانا قاضی ابراہیم ثاقب صاحب بھی اسٹیج پر رونق افروز تھے۔ کانفرنس کی تیاری کے لئے جگہ جگہ وال چاکنگ کی گئی تھی اور نوجوانوں نے دن رات محنت کر کے کانفرنس کی تیاری میں بھر پور کردار ادا کیا۔ کانفرنس کے لئے مسجد صدیق اکبرؓ کو مختلف بینر لگا کر سجایا گیا تھا۔ جن پر شہداء کو سلام عقیدت اور ان کی خدمات کو خراج تحسین اور اس کے علاوہ حضرات علماء کرام کے قاتلوں کو فی الفور گرفتار کیا جائے، جیسی عبارات لکھی ہوئی تھیں کانفرنس کو چار چاند لگانے میں نوجوانوں نے بھر پور خدمات سرانجام دیں۔ سیکورٹی کا پورا انتظام قاری شعیب صاحب کی زیر نگرانی تھا جن کے خصوصی معاونین میں مولانا سجاد صاحب، نوید صاحب اور آصف ویر اور دیگر نوجوان شامل تھے بجلی کا نظام عدیل عزیز اور ان کے رفقاء نے بہتر طریقے سے چلایا انکے علاوہ مختلف گروپوں میں تقسیم نوجوانوں نے قاری محمد سعید صاحب کی نگرانی اور قیادت میں اپنی اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سر انجام دیا اور یوں شہدائے تحفظ ختم نبوت کانفرنس صبح تقریباً 10 بجے شروع ہوئی اور سوا تین بجے علامہ عبدالکریم ندیم صاحب کی دعا پر بخیر و عافیت اختتام پذیر ہوئی۔ ایک اندازے کے مطابق گزشتہ 40 سال میں اس علاقے میں اس نوعیت کا پروگرام نہیں ہوا۔ رب کریم اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

شہدائے تحفظ نبوت کانفرنس میں پیش کی جانے والی قراردادیں

ہم انتظامیہ اور خصوصاً ان حضرات کے جنہوں نے شب و روز اس کانفرنس کے انعقاد میں ہماری معاونت کی تہہ دل سے مشکور ہیں۔

☆ شہدائے ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع حکومت وقت سے بھرپور مطالبہ کرتا ہے کہ تحفظ ناموس رسالت قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆ شہدائے ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع مطالبہ کرتا ہے کہ پورے ملک میں قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کا نوٹس لیا جائے اور قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے۔

☆ یہ عظیم اجتماع حکومت وقت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانی لٹریچر جو خالصتاً کفر اور ارتداد پھیلا رہا ہے اس پر پابندی لگائی جائے۔

☆ قادیانی گروہ اسلام اور پاکستان کی مذہبی بنیادوں کو منہدم کرنے کی مذموم سازشیں کر رہا ہے اس لئے قادیانیوں کو فوری طور پر تمام سرکاری و غیر سرکاری عہدوں سے برطرف کیا جائے۔

☆ شہدائے ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع حکومت وقت سے بھرپور مطالبہ کرتا ہے کہ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ، مولانا عبدالغفور ندیمؒ اور انکے رفقاء کرام کے نامزد ملزم زید حامد کو فی الفور گرفتار کیا جائے اور اس کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

☆ یہ عظیم اجتماع بھرپور مطالبہ کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے والے ممالک کے سفیروں کو ناپسندیدہ شخصیات قرار دے کر انہیں ملک بدر کیا جائے اور حکومت پاکستان ان تمام ممالک سے اپنے سفیروں کو فوری طور پر واپس بلائے۔

☆ ملک عزیز پاکستان جن نازک حالات سے گزر رہا ہے۔ اس کے پیش نظر یہ اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ جھوٹے مدعی نبوت یوسف کذاب کے چیلے زید زمان المعروف زید حامد کو لگام دی جائے، جو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نوجوانوں کو گمراہ کرنے اور سرکاری تعلیمی اداروں کے ماحول کو مکدر کرنے پر تلا ہوا ہے اس پر پابندی عائد کی جائے۔

☆ شہدائے ختم نبوت کانفرنس کا یہ عظیم اجتماع ضلعی انتظامیہ خصوصاً واہ کینٹ کی انتظامیہ سے پرزور مطالبہ کرتا ہے کہ واہ کینٹ کی حدود میں لائق علی چوک کے قریب بنے ہوئے قادیانیوں کے عبادت خانہ جہاں پہلے بھی انہوں نے 1984 کے امتناع قادیانیت کے ایکٹ کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی عبادت گاہ پر کلمہ طیبہ لکھا تھا جس کو عوامی ردعمل کے بعد مقامی انتظامیہ کی مداخلت پر ہٹایا گیا تھا اب پھر دوبارہ انہوں نے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرتے ہوئے اور امتناع قادیانیت کے ایکٹ کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی حیثیت دیتے ہوئے محراب بنا رکھا ہے ضلعی انتظامیہ خصوصاً واہ کینٹ کی انتظامیہ علاقے کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے محراب کو فوراً ختم کرے۔☆......☆

کل کے قاتل اور آج کے قاتل میں فرق!

حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کے موقع پر ایک واقعہ یاد آیا کہ ۱۹۴۴ء میں ہمارے اکابر ختم نبوت میں سے مولانا گل شیر شہیدؒ اپنے وقت کے نامور خطیب، حق گو، جید عالم دین کی شہادت کا المناک واقعہ پیش آیا کہ جن کی مکمل سوانح حیات تلہ گنگ کے مشہور اسکالر ڈاکٹر عمر فاروق نے لکھی۔ اپنی کتاب ’’مولانا گل شیر شہید‘‘ میں قاتل کا بیان قلم بند کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ’’میں دس آدمیوں کا قاتل ہوں، جن میں سے ایک عالم دین بھی میرے ہاتھ سے شہید ہو گیا اس نے روتے ہوئے کہا کہ میں وہ بدبخت انسان ہوں کہ گرمیوں کے موسم میں رات کے وقت مولانا گل شیر کے مکان کی چھت پر اپنی بندوق لوڈ کر کے گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ مولانا گل شیر اپنے گھر کے صحن میں ایک چارپائی پر اپنے تین سالہ بچے کے ساتھ سو رہے ہیں، میں تین گھنٹے مکان کی چھت پر اس انتظار میں بیٹھا رہا کہ مولانا کروٹ بدلیں اور میں اپنا کام کروں، مگر رات بھی گزرنے پر آ گئی، مگر مولانا نے کروٹ نہ بدلی، آخر میں نے مولانا پر نشانہ جما کر فائر کیا اور بچہ بچا لیا، مولانا کو شہید کر ڈالا۔‘‘ الحمدللہ! مولانا کا تین سالہ اکلوتا بچہ بچ جانے والا حافظ حسین احمد کے نام سے اپنے بچوں، پوتوں، نواسوں میں زندہ سلامت موجود ہے۔ درحقیقت دشمن کا ٹارگٹ تو حضرت مفتی سعید احمد جلال پوری ہی تھے مگر آج کے قاتل نے مولانا کے معصوم نوعمر بیٹے حافظ محمد حذیفہ اور نوجوان عالم دین مفتی فخر الزماں، سری لنکا سے آئے ہوئے مہمان حاجی عبدالرحمٰن کو بھی بے دردی سے قتل کر دیا۔ وطن عزیز میں کتنے بے گناہ بچے، نوجوان، بزرگ، راہگیر، نمازی اور عورتیں دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ جاتے ہیں۔ آج کا قاتل کتنا بے رحم ہو چکا ہے کہ انسان کی عظمت کو بھی بھول چکا ہے۔ آج کے قاتل اور کل کے قاتل میں کتنا فرق ہے؟ دنیا کا گھٹیا ترین عمل کسی کو ناحق قتل کر ڈالنا ہے۔ مذہب اسلام، اخلاق، انسانی حق اس کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم کسی کو جان سے مار ڈالیں۔ اللہ پاک ہمارے وطن عزیز کو ایسے بے رحم انسانوں کے وجود سے پاک فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

﴿مولانا عبدالعزیز لاشاری﴾

عظمت رسالت، اہم ترین پہلو

ختم نبوت

آخری قسط

مولانا عبدالرحیم اشرف

اس عنوان پر یوں تو چودہ سو سال میں بے بہا لٹریچر اشاعت پذیر ہوا ہے، لیکن بعض پہلوؤں میں مناسبت کے باعث مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جدید مسلم معاشرے کے فکری قائد علامہ اقبالؒ نے اس موضوع پر جو اہم ترین بات کہی ہے وہ پیش کردی جائے، علامہ اقبال فرماتے ہیں:

"اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں، یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجۂ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں، لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا، ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کرلیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں، ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا مرہون منت ہے۔" (حرف اقبال ص:۱۳۶،۱۳۷)

شان رسالت کے اس اہم پہلو: ختم نبوت کی اس اہمیت کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام، اس عقیدے میں کسی تاویل کا روادار نہیں اور ہر ماول کو محرف ومنکر ہی کا نام دیتا ہے اور ان سب سے یکساں سلوک روا رکھتا ہے۔

اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جتنے اصحاب دین اور ارباب فکر ونظر گزرے اور آج موجود ہیں، وہ سب کے سب بیک زبان ختم نبوت کو اسلام کی اساس قرار دے کر اس میں تاویل کے مرتکب کو دائرہ اسلام اور امت محمدیہ سے خارج تصور کرتے ہیں اور اس باب میں ان سب کا مزاج وانداز بیان وہی ہے جو خود صاحب ختم نبوت رسالت مآب انا لانا ھو و امھاتنا ﷺ کا تھا، جس کا حوالہ اوپر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے واقعۂ تلاوت توراۃ میں دیا جاچکا۔

ہزاروں میں سے صرف دو حوالے ملاحظہ ہوں۔ عظیم متکلم و داعیٔ اسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: "بلاشبہ تمام امت کے عناصر نے خاتم النبیین کے لفظ سے یہی سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائے گا اور نہ ہی کسی کو خلعتِ رسالت سے سرفراز کیا جائے گا۔

اس حقیقت دینیہ (ختم نبوت) میں کوئی استثناء اور کوئی تاویل ممکن نہیں، جو شخص ایسا کرے گا اس کا کلام ازقسم ہذیان تصور کیا جائے گا اور اس کی تاویل اس کی تکفیر میں مانع نہ ہوگی اور یہ اس لئے کہ وہ ایک ایسی نص کو جھٹلاتا ہے جس کے بارے میں پوری کی پوری امت اجماع کرچکی ہے، نہ اس کی تاویل کی جاسکتی ہے اور نہ کسی ایک مفہوم کے ساتھ مخصوص کیا جاسکتا ہے۔" (کتاب الاقتصاد بالغزالی)

ساتویں صدی ہجری کے مفسر قرآن، محدث اور مورخ امام ابن کثیرؒ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا احسان عظیم ہے کہ انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی جانب بھیجا، پھر بہت بڑی رحمت یہ کہ آپؐ کو اعزاز بخشا کہ آپؐ پر انبیاء ورسل کے سلسلے کو ختم فرمادیا اور دین حنیف کو آپؐ پر مکمل فرمایا۔

اللہ ذوالجلال نے اپنی کتاب برحق

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت متواترہ کے ذریعہ تمام انسانوں کو مطلع کر دیا کہ آپ کے بعد جو شخص نبوت اور رسالت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب، افتراء پرداز، دجال، گمراہ اور دوسروں کو راہ حق سے بھٹکانے والا ہوگا۔ خواہ یہ شخص شعبدہ بازی، جادوگری، طلسم اور انواع و اقسام کے فریب کے متعدد مظاہرے ہی کیوں نہ کرے، اہل دانش کے نزدیک وہ ضلالت ہوگی، اس کی شعبدہ بازی اس قسم کی فریب کاری ہوگی جس طرح محیر العقول طلسم کا مظاہرہ یمن میں اسود عنسی اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب نے کیا تھا، ان کے فاسد احوال اور مبنی بر تاویل و پُرفریب اقوال کے باوجود تمام ہوش مندوں نے انہیں کاذب و ضال ہی سمجھا، خدا کی پھٹکار ان پر... اسی طرح ہر وہ شخص جو قیامت تک نبوت و رسالت کا مدعی ہو کر اٹھے گا، اسی دجالی گروہ کا فرد متصور ہوگا، تا آنکہ دجالوں کا یہ سلسلہ المسیح الدجال پر ختم ہوگا، جس سے اللہ تعالیٰ (بطور آزمائش اہل ایمان) متعدد خارق عادت امور، صادر فرمائے گا جن کا مشاہدہ اس وقت کے علماء حق اور اہل ایمان کریں گے اور ان امور کے ساتھ ساتھ وہ دجال اکبر کے کذب کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے۔" (ابن کثیر ص:۹۱، ج:۸)

الغرض اسلام کا مزاج، ختم نبوت کے بارے میں کسی بھی تاویل کا متحمل نہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلامی تاریخ کے اس نازک ترین دور میں جب بظاہر امت کا وجود ہی خطرے میں پڑ گیا تھا، ادھر اہل ایمان کے قلوب، حضور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے، خون کے آنسو رو رہے تھے، منکرین زکوٰۃ کے طوفان نے، امت میں شدید اضطراب پیدا کر دیا تھا نو مسلموں کی ایک اہم جمعیت مشرکانہ توہمات کے باعث مرتد ہوگئی تھی، یہود و نصاریٰ اسلامی سلطنت اور امت کا وجود مٹانے کے درپے تھے، اس اضطراب انگیز عالم میں مسیلمہ کذاب، نبوت کا مدعی ہو کر اٹھتا ہے، چند دنوں میں ہی اس کے ماننے والے ہزاروں سے متجاوز ہو جاتے ہیں، مسیلمہ اور اس کے ماننے والے نہ حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر تھے، نہ آپ کی شان میں کسی گستاخی کے مرتکب ہوئے، نہ اسلامی شریعت کے مسلّمات سے انہوں نے انکار کیا، بلکہ اس کے برعکس ان کا رویہ یہ تھا:

"مسیلمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اذان دیتا تھا اور اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد رسول اللہ ہیں اور اس کا موذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا، جب حجیر اذان میں شہادت "اشھد ان محمد رسول اللہ" پر پہنچتا تو مسیلمہ بآواز بلند کہتا: "حجیر نے صاف بات کہہ دی اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔" (تاریخ طبری، ج:۳، ص:۲۴۴)

لیکن اس کے اس رویئے کے باوجود صحابہ کرامؓ کی پوری جمعیت نے مسیلمہ کو دعویٰ نبوت کی بنا پر اور اس کے ماننے والوں کو اس کے دعویٰ نبوت کی تصدیق کی وجہ سے مرتد اور امت سے خارج قرار دیا اور حالات کے انتہائی طور پر نامساعد بلکہ خطرناک ہونے کے باوجود علم جہاد بلند کیا اور بارہ سو جلیل القدر صحابہؓ و تابعینؒ کی شہادت کی قربانی دے کر مسیلمہ اور اس کے اٹھائیس ہزار متبعین کو قتل کیا اور امت کو اس داخلی انتشار سے محفوظ کیا، جو اس بدبخت کے دعویٰ اسلام کے ساتھ ساتھ دعویٰ نبوت کی وجہ سے رونما ہو رہا تھا۔

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیمات کے صدر اول اور پاکیزہ ترین افراد کے اس پہلے اور تاریخی ہی نہیں بلکہ تاریخ ساز اجماع اور عملی اقدام نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ:

الف: حضورؐ کے بعد ہر مدعی نبوت، ملت سے خارج ہے، اگر وہ پہلے مسلمان تھا تو دعویٰ نبوت کی بنا پر مرتد قرار دیا جائے گا، ورنہ کافر اور مفتری علی اللہ۔

ب: اس باب میں اس بات کا لحاظ نہیں کیا جائے گا کہ یہ مدعی نبوت، حضورؐ کو نبی مانتا ہے یا نہیں، اسلام کے اعمال، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا قائل ہے یا منکر، قبلہ رخ نماز پڑھتا ہے یا کسی دوسرے قبلے کا علمبردار ہے، اسے فقط دعویٰ نبوت کی بنا پر کافر یا مرتد قرار دیا جائے گا، دوسرے معتقدات و اعمال کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا۔

ج: مدعی نبوت کو برحق ماننے والے اس طرح مرتد اور کافر ہوں گے جس طرح خود مدعی نبوت ہے۔

د: ایک اسلامی سلطنت خواہ وہ کتنے ہی شدید اندرونی اور بیرونی خطرات میں گھری ہوئی ہو، اس کے اصحاب اختیار اور ارباب حل و عقد پر سب سے اہم فرض یہ عائد ہوتا ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس بغاوت کا سر کچلیں، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم تر قربانیوں کے بعد تیار فرمودہ امت کو خوفناک انتشار میں مبتلا کرنے کا خطرناک ذریعہ بن سکتی ہے... اور اس باب میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ اسوۂ ملحوظ رکھنا، صاحب ایمان افراد کے لئے شرط وفا ہے کہ اسلامی سلطنت کا وجود بھی اگر خدانخواستہ بظاہر خطرے میں ہو تو بھی اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بغاوت کے خطرے کے سد باب کو اہمیت دی جائے۔

اصحاب علم و ایمان کا فریضہ:

اسی کے ساتھ ساتھ دینی علوم کے حاملین اور عام مسلمانوں پر بھی واضح رہنا چاہئے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اپنے منصب ختم نبوت، اس

کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کی تکمیل پر تکرار واعادہ اصحاب ایمان کو متوجہ فرمایا ہے، وہاں انہیں ختم نبوت کے خلاف سازشوں اور مدعیان نبوت باطلہ کی دجالانہ مساعی سے بھی آگاہ فرمایا ہے، نیز ان پر یہ فرض بھی عائد فرمایا کہ وہ اس فتنے کے خلاف نبرد آزما رہیں.... مزید برآں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مژدہ بھی ہم ناکاروں تک پہنچایا کہ ایک جانب اگر شرار بولہبی، چراغ مصطفوی سے ستیزہ کار رہے گا تو دوسری جانب شمع نبوت کے پروانے ختم نبوت کے گرد ہالہ بن کر اس کی حفاظت میں مصروف رہیں گے اور ان کا سلسلہ اس دن تک باقی رہے گا جب تک یہ دنیا باقی ہے۔

سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"قیامت برپا نہیں ہوگی جب تک تیس ایسے جھوٹے رونما نہ ہوں جو بکثرت جھوٹ بولیں اور جن میں سے ہر کذاب یہ زعم رکھتا ہوگا کہ روز قیامت سے قبل وہ نبی ہے۔" (رواہ ابن ابی شیبہ:۱۱۱)

کذابین کی اس فوج کا پہلا دستہ تو عہد رسالت اور خلافت راشدہ ہی میں برسر کار آیا، اس کا سرخیل مسیلمہ تھا، جس کا نام اسی وقت مسیلمہ کذاب معروف ہوا، اس بدبخت نے یہاں تک جسارت کی کہ خود حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا، جس میں جہاں آنحضور علیہ التحیۃ والتسلیم کی رسالت کا اقرار واعتراف تھا، وہاں اس کا اظہار بھی کہ مجھے آپ کے ساتھ رسالت میں شریک کیا گیا ہے۔

اس کے بعد طلیحہ اسدی، اسود عنسی اور مختار ثقفی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور اب تک اس طائفہ کے افراد چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی کی ستیزہ کاری کا مظہر بنتے رہے ہیں اور ممکن ہے آئندہ بھی اس گروہ کے کچھ افراد، اس میدان میں اور بھی آئیں، تاآنکہ جس کذب ودجل کا آغاز مسیلمہ کذاب نے کیا تھا، اس کا آخری اور خبیث ترین مظہر وہ "الدجال" ہو جو دجالیت کا مظہر اتم ہو اور جس کے استیصال کے لئے سیّدنا مسیح بن مریم علیہ السلام کو حضورؐ کے امتی کی حیثیت سے نازل فرمایا جائے اور سیّدنا مہدی علیہ السلام بطور خاص مبعوث ہوں اور ان کے ساتھ اہل ایمان کا جم غفیر، اسلامی لشکر کی صورت میں دجال پر حملہ آور ہو اور فتنہ دجالیت کے استیصال کا جو آغاز سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ہوا تھا وہ پایۂ تکمیل تک پہنچے اور پھر سے امت مسلمہ عہد رسالت کی طرح امن واطمینان کی زندگی گزارے اور دنیا پر اسلام اس طرح قائم ونافذ ہو جس طرح مدینہ طیبہ میں نافذ وجاری ہوا تھا۔

حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سلسلے میں فرمایا:

"یہ دین قائم رہے گا، اس پر مسلمانوں کا ایک گروہ ہر دور میں، دین کے غداروں اور دشمنوں سے برسرپیکار رہے گا، تاآنکہ قیامت آجائے۔" (مسلم:۴۹۵۳)

یہ الفاظ تو صحیح مسلم کے ہیں، یہی ارشاد حضرت عمران بن حصین اور عقبہ بن عامر کی روایات میں منقول ہوا، اس اضافے کے ساتھ کہ:

"اس گروہ کا آخری معرکہ دجال سے ہوگا اور وہ اسی طرح دجالیت سے پنجہ آزما رہیں گے، حتیٰ کہ قیامت برپا ہوجائے۔"

یہ بات ہر صاحب ایمان سے کہنے کی ہے کہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد صورت حال یہ ہوگئی کہ ایک جانب صدیقیت ہے اور دوسری جانب یا تو ابولہبیت ہے یا ابن ابی کا خانوادہ، ابولہبیوں سے دنیا بھری پڑی ہے، وہ کھلم کھلا اسلام سے نبرد آزما ہیں، ابن ابی کا کردار رکھنے والے مختلف روپ دھار کر سامنے آتے ہیں، وہ اسلام کا لبادہ اوڑھتے ہیں، لیکن ان کے اندر اسلام، اہل اسلام اور خاکم بدہن خدائے اسلام کو دھوکا دینے کا جذبہ کارفرما ہوتا ہے اور خودسری وبدطینتی کے باوجود "انی اشرکت معک فی الامر یعنی مجھے نبوت میں آپؐ کے ساتھ شریک کیا گیا ہے" کا آوازہ مکروفریب بلند کرکے اپنے اردگرد ان افراد کو جمع کرلیتے ہیں جو نور ایمانی وبصیرت سے محروم ہوں، انہی کے بارے میں قرآن نے فرمایا ہے: "تعجبک اجسامھم" ان کے جسموں کی ڈیل ڈول اور بناؤ بگاڑ، دل فریب ہے، دنیوی امور میں بحث کرے تو نگاہیں اس کی جانب اٹھیں لیکن درحقیقت وہ ناپاک وجود ہیں، جن کے اندر نور ایمان سے محروم اور شیطانی ہوا وحرص سے آلودہ ناپاک دل ہیں۔

یہ کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا

ابھی مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کا غم تازہ تھا کہ مولانا سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت کا المناک حادثہ پیش آگیا اناللہ وانا الیہ راجعون:

یہ کس نے ہم سے لہو کا خراج پھر مانگا
ابھی تو سوئے تھے مقتل کو سرخ رو کرکے

دیگر جماعتوں کے کارکنان اپنے مشن کیلئے قربانیاں پیش کرتے رہے مگر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین سب پر بازی لے گئے کہ تحفظ ختم نبوت وناموس رسالت کے لئے اس جماعت کی قیادت نے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے دل سے دعا ہے اللہ اس جماعت کی قربانیوں کو قبول فرمائے۔ ہم سب اس غم میں برابر کے شریک ہیں، اللہ پاک دشمن کی ناک خاک آلود کرے۔ آمین۔

مولانا کلیم اللہ رشیدی (مہتمم جامعہ رشیدیہ ساہیوال) — مولانا سعید بن شہید (ناظم جامعہ رشیدیہ ساہیوال)

اس قسم کی صفات و کردار رکھنے والے افراد کا انبوہ جب ان دجال صفت انسانوں کے اردگرد جمع ہوجاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم خلق اور خدا، دونوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہوگئے . . . لیکن وہ اولوالالباب جنہیں قسام ازل نے ایمان بصیرت سے مالا مال کیا ہے اور وہ اولوالالباب جو اپنے قلب وضمیر کو بارگاہ قدس میں ہدیہ ناچیز کی حیثیت سے پیش کر چکے اور انہیں ہدایت وراہنمائی کی دولت بے بہا سے نوازا گیا، وہ ان دجالوں کے بالمقابل آتے ہیں اور ان کی تلبیس کے تاروپود بکھیر کر ان کی حقیقت کو نمایاں کردیتے ہیں، یہ وارثان نبوت اور حاملین شمع ہائے صدیقیت، اس شان فاروقی سے جلوہ گر ہوتے ہیں کہ مسیلمہ صفت کذابوں کے لشکر "ھباء منثورا" ہوجاتے ہیں اور عام مسلمان ان کے دامن ہائے مکروفریب سے محفوظ ہوجاتے ہیں اور دین کے چہرۂ انور پر تاویل وتحریف اور کذب وافترا کا جو غبار، ان بدباطن ظالموں نے اڑایا ہوتا ہے وہ ان کے اشک ہائے نیم شبی کے سوز اور دعوت ایمانی کے خروش سے چھٹ جاتا ہے اور انوار نبوت پھر سے شمس بازغہ کی صورت میں اپنی کرنیں بکھیرتے عالم کو بقعۂ نور بنادیتی ہیں۔

یہ حامیان حق اور علمبرداران لوائے صدیقیت وفاروقیت ہی مردان حق ہیں، اور ان کے بالمقابل تلبیس کے علمبرداران دجاجلہ اور ان کے ہمنوا، قرآن ان دونوں کے بارے میں فرماتا ہے:

"اگر انہیں دیکھو تو ان کے جسموں کی ڈیل ڈول تمہیں دل فریب محسوس ہوگی اور اگر وہ کوئی بات کہیں تو تم ان کی گفتگو پر کان دھرنے لگو۔" (البقرہ:۲۰۴)

اور یہ بندگان خدع وفریب:

"ایسے لوگ ہیں دنیا کے بارے میں جن کی گفتگوئیں اور مباحث، دل فریب ہیں اور یہ اپنے خلوص پر خدا کا گواہ بھی بناتے ہیں، درآنحالیکہ ان کی مہارت تقریر صرف اس لئے ہے کہ یہ جھگڑالو اور عادتاً جھگڑالو اور مناظرہ باز ہیں۔" (البقرہ:۲۰۴)

ان کے دلوں کا خبث اس سے واضح ہے:

"جب انہیں خدا سے ڈرنے اور دیانت و امانت کا رویہ اختیار کرنے کی جانب توجہ دلائی جاتی ہے تو دنیوی اعتبار سے ان کا غلبہ (ان کے اعزازات دنیوی کا گھمنڈ) انہیں گناہ (سازش، فریب، کینہ وری) پر برانگیختہ کرتا ہے، تو ایسے افراد و عناصر کا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ بہت برا ٹھکانا ہے۔" (البقرہ:۲۰۶)

ان بندگان ہوا و حرص اور علمبرداران فتنہ و باطل پسندی کے بالمقابل وہ پاک باز انسان، جن کا ظاہروباطن یکساں ہے، جو دل کے پاک ارادوں میں صالح، ذاتی کبرونخوت سے مبرا اور ان کی زندگی کا مقصدِ وحید رضائے الٰہی کا حصول ہے اور وہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کرنے کے لئے باطل قوتوں کے بالمقابل سردھڑ کی بازی لگادیتے ہیں اور مال وجان ہر نوع کی قربانی دے کر اعلائے کلمۃ اللہ کے فریضہ سے عہدہ برآ ہوتے رہتے ہیں:

"اور کچھ وہ بھی ہیں جو اپنی جانوں کو رضائے الٰہی کے لئے داؤ پر لگادیتے ہیں۔" (البقرہ:۲۰۷)

یہ بندگان حق، ان باطل پرست، منافقین کے بالمقابل سینہ سپر ہوجاتے ہیں، جو دنیوی شہرت پروپیگنڈے کی قوت، سیاسی اثرات، سرکاری دوائر میں اثر ورسوخ، اختیارات اور اپنی سازشانہ ذہنیت کے باعث اس قدر متمرد اور مبتلائے نخوت ہوجاتے ہیں کہ خداترسی کی دعوت انہیں حق اور تقویٰ کی راہ اختیار کرنے کے بجائے تمرد وسرکشی اور اشتعال پر آمادہ کردیتی ہے اور وہ اہل حق کے جان اور ان کی عزت کے دشمن بن کر ان کے خلاف سازشوں اور اقدامات میں مصروف ہوجاتے ہیں۔

لیکن علمائے حق اور متلاشیان رضائے الٰہی اہل ایمان ان کی تمام حرکات، اشتعال انگیزیوں، ظلم و

تحفظ ختم نبوت کے میدان کے ایک رجل عظیم

محترم جناب مولانا قاضی احسان احمد مدظلہ..................... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ دنوں حضرت مولانا مفتی سعید احمد جلال پوریؒ ان کے بیٹے محمد حذیفہ، ہمسفر اور ساتھی کراچی میں شہید ہوگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مفتی سعید احمد جلال پوریؒ کی شہادت ہم سب کے لئے ایک عظیم صدمہ ہے، ہم اپنی طرف سے اور اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کے تمام کارکنوں کی طرف سے آنجناب سے تعزیت کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مفتی صاحب اور ان کے رفقاء کی شہادت کو قبول فرماکر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ ہم اس موقع پر جہاں آپ سے تعزیت کررہے ہیں وہاں خود کو بھی تعزیت کا مستحق سمجھتے ہیں، تحفظ ختم نبوت کے میدان میں ایک رجل عظیم ہم سے جدا ہوگیا، ان کا خلا پُر کرنا بہت مشکل ہے، حضرت مفتی صاحب نے مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید کے خلا کو پُر کرنے کی پوری کوشش کی۔ قادیانی فتنے اور موجودہ دور کے نام نہاد "مبلغ اسلام" زید حامد کا جس طرح تعاقب کرکے اس فتنے کے پھیلاؤ میں رکاوٹ پیدا کی اور عوام کو اس کی اصل صورت سے آگاہ کیا، یہ انہی کا خاصہ تھا، ان کا اسلوب حضرت لدھیانوی شہیدؒ کے مشابہ تھا علمی انداز میں ایسی مدلل تحریر شاید ہی کوئی لکھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم حضرت مفتی صاحبؒ اور ان کے ساتھیوں کے درجات بلند فرمائے۔ امین یارب العالمین۔

(حضرت پیرجی) سید عطاء المہیمن بخاری (امیر مجلس احرار اسلام پاکستان)

عبداللطیف چیمہ (سیکریٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان)

استبداد اور ہر قسم کی ستم رانیوں کے علی الرغم، حفاظت دین اور حمایت حق کا پرچم ہاتھ میں لئے میدان شہادت حق کی جانب آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور لا یخافون فی اللہ لومۃ لائم کے تحت گرد و پیش کے ماحول سے یکسر بے نیاز، اس انداز سے مصروف جہاد رہتے ہیں کہ اللہ رؤف ورحمٰن کی شفقت و رأفت یا تو انہیں، ان باطل پرستوں کی اذیتوں سے محفوظ و مامون کرکے ان کے لئے جہاد وتبلیغ کی راہیں ہموار کرتی ہے اور یا پھر یہ رافت ورحمت اس صورت میں ظہور پذیر ہوتی ہے کہ دنیا میں یہ ان ظالموں کے ہاتھوں مبتلائے اذیت ہوکر شہادت فی سبیل اللہ کی منزل سے ہمکنار ہوتے ہیں اور دنیا کے دوسرے پار، رحمت الٰہیہ کی آغوش ان کے لئے وا ہوجاتی ہے۔ بہرنوع اللہ کے دین کی حفاظت اور حضور خاتم النبیین علیہ التحیۃ والتسلیم کی جان توڑ محنتوں اور عدیم النظیر شفقتوں سے تیار کردہ امت کو دجالی فتنوں سے بچانے کا جہاد اکبر ہی اسلام کی بلند ترین چوٹی ہے، جس پر شجاعت کے پیکر اور حمیت دین کے مجسم بندگان خدا فائز ہوتے ہیں اور دراصل یہی وہ لوگ ہیں جو صدیقین، شہداء، صالحین کے خانوادہ کے افراد ہیں اور جنھیں انبیاء کے معیت کے بلند تر مقام پر فائز کیا جائے گا:

”یہی تو ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں نعمت یافتہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی معیت میں ہوں گے اور ان کی رفاقت ہی سب سے اچھی رفاقت ہے۔“

(النساء:۶۹)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعزاز امتیاز ختم نبوت اور اس پر دجال وکذاب مفترین علی اللہ کی یورش کا سلسلہ از عہد نبوت تا این دم جاری ہے اور صدائے ہاتف پکار پکار کر صدیقؓ و فاروقؓ کے شیدائیوں کو دعوت عمل دے رہی ہے:

”ھلموا عباد اللہ! ھلموا الی بغیکم! ھلموا الی رضوان اللہ!! ھلموا الی جنۃ عرضھا السموٰت والارض!!۔“

یہ تو فرض ہوا علمائے دین، علمبرداران نوائے سنت اور خود کو خدمت وحفاظت دین کے فریضہ عادلہ کے لئے وقف کردینے والوں کا، رہا قصہ عام اہل ایمان اور امت مسلمہ کے کروڑوں افراد کا تو ان پر دو عظیم ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں:

اول: یہ کہ وہ تمام دجالی فتنوں سے اپنے ایمان کو محفوظ رکھنے کا بھرپور اہتمام کریں اور ایسا ماحول استوار کریں جس میں باطل پرستوں کی تلبیس اور ان کا ظاہری غلبہ ان کے ایمان کو متزلزل نہ کرنے پائے۔

”ایمان والو! گمراہ ہونے والے تمہیں نقصان نہیں پہنچاسکیں گے، جب تک تم ہدایت یافتہ ہوگے۔“

یہ ارشاد ”اذا اھتدیتم“ تقاضا کرتا ہے کہ اس امر کا اہتمام کماحقہ ہونا چاہئے کہ عام مسلمان، عقائد میں اتنے باشعور، پختہ ذہن اور راسخ ہوں کہ کوئی تلبیس انہیں ورغلا نہ سکے اور یہ جمال مصطفوی کے اس درجہ شیدائی ہوں کہ نقالوں اور جعلی کذابوں کی جانب آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں۔

دوم: عام مسلمان دجالی فتنوں کے بالمقابل علمائے اہل حق کی مساعی میں ”غیر جانبدار“ نہ ہوں بلکہ دامے، درمے، سخنے، ہر اعتبار سے وہ ان کوششوں میں بھرپور تعاون کریں کہ وہ تمام دجالی مساعی کا سدباب کرنے میں کامیاب وکامران ہوسکیں۔

ختم نبوت کے عظیم منصب اور اس سے متعلق بعض دوسری گزارشات طویل سے طویل تر ہوتی چلی جارہی ہیں، لیکن جذبات کا تلاطم کچھ ایسا ہے کہ تھمنے میں نہیں آتا... مگر ہر جہت سے داماں کی تنگی سدراہ ہے، لہٰذا انہی سطور پر اکتفا کرنا ناگزیر ہے۔ رؤف ورحیم آقا سے بصد عجز والحاح دعا ہے کہ وہ ہمیں ہر دجالی فتنے کے بالمقابل سینہ سپر ہونے اور اخلاص کے ساتھ اپنے پاک حبیب اور سرور کائنات آبانا ہو امہاتنا صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب ختم نبوت پر دجالی حملوں کے موثر دفاع کی توفیق عنایت فرمائیں۔

(بشکریہ پندرہ روزہ المحمود فیصل آباد، فروری ۲۰۱۰ء)

☆☆.........☆☆

سالانہ ختم نبوت کانفرنس ساہیوال

ساہیوال (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ رشیدیہ غلہ منڈی میں ۲۲/ مارچ کو سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، مختلف نشستوں کی صدارت جامعہ رشیدیہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی اور پیر جی عبدالجلیل رائے پوری نے کی۔ کانفرنس سے شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا، مفتی محمد حسن، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت اہل حدیث کے مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، بزم رضا کے شیخ اعجاز رضا کے علاوہ مولانا منظور احمد قاسم، مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری عبدالجبار، مولانا قاری منظور احمد طاہر سمیت متعدد علماء کرام نے شرکت و خطاب کیا۔ نقابت کے فرائض جامعہ رشیدیہ کے ناظم قاری سعید بن شہید نے سرانجام دیئے۔ تلاوت قاری محمد عثمان صدیقی المالکی اور قاری احسان اللہ فاروقی نے کی۔ نعتیہ کلام مولانا محمد شاہد عمران عارفی نے پیش کیا۔ کانفرنس میں ملک بھر میں قادیانی سرگرمیوں پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انتظامیہ سے مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کے غیر قانونی اور اشتعال انگیز سرگرمیوں کی روک تھام کی جائے۔

ٹی وی چینل کی افادیت وضرر

ایک قاری کا تبصرہ

قاری محمد آصف

گرامی قدر جناب مولانا مفتی سعید احمد جلال
پوری دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ!

سلام مسنون کے بعد امید ہے کہ مزاج بعافیت ہوں گے۔ عرض آنکہ اس طرح ہے کہ مجھے مولانا عبدالرشید انصاری مدظلہ کی نئی تالیف شدہ کتاب "ابلاغ حق" پڑھنے کا موقع ملا، جس میں بندہ کو کچھ باتیں متضاد معلوم ہوئیں، جن کی نشان دہی کے لئے بندہ نے ان کو ایک خط لکھا، جس کی نقل آپ کو بھی ارسال کر رہا ہوں، میرا خیال ہے کہ آپ مناسب سمجھیں تو اس کو ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع کریں تاکہ جس کو بھی کتاب ملے تو اس کو پہلے ہی کتاب کی اغلاط کا اندازہ ہو جائے، بہر حال یا آپ جیسے مناسب سمجھیں۔ دعاؤں کی درخواست ہے اللہ خاتمہ بالایمان فرمائے آمین۔ نصیحت کی بھی عرض ہے کہ مختصری نصیحت بھی فرمائیں۔ والسلام

(قاری) محمد آصف

۲۵/ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ

مکرمی ومحترمی جناب مولانا عبدالرشید انصاری
صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سلام مسنون کے بعد امید ہے مزاج بعافیت ہوں گے، آپ کی نئی کتاب "ابلاغ حق" موصول ہوئی، جس کا مطالعہ کیا بڑا فائدہ ہوا، لیکن کچھ باتیں مجھے کتاب کے اندر سے ہی متضاد معلوم ہوئیں جن کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھا، ناراضگی کی پیشگی معذرت چاہتا ہوں، امید ہے کہ محسوس نہیں فرمائیں گے، ویسے بھی آپ جیسے بزرگوں سے سنا ہے کہ ہدہد کا پانی کی نشاندہی کرنا حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی شان میں کمی کا باعث نہیں بنتا۔

آپ نے کتاب میں تصویر کا ایک رخ پیش کیا ہے اس موضوع سے متعلق جو اکابر امت الیکٹرونک میڈیا کے استعمال کے حق میں نہیں ان کی آراء بغیر تنقید کے پیش کی جاتی تو قاری کو مطالعہ کے بعد فیصلہ کرنا آسان ہوتا، آپ نے مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ العالی کے ایک مضمون کا ذکر کیا لیکن تنقیدی انداز سے جو کہ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ آگے جانے سے پہلے میں ایک بات کی وضاحت کردوں، آپ سے یعنی مولانا عبدالرشید انصاری اور مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ سے میری بالمشافہ ملاقات نہیں ہوئی۔ آپ سے بھی "نور علی نور" اور مولانا جلال پوری سے بھی وقتاً فوقتاً ماہنامہ "بینات" وغیرہ کے ذریعہ ہی ملاقات رہتی ہے، کیونکہ اس ساری بحث کا تعلق ذاتی بنیاد پر نہیں بلکہ للہ فی اللہ جس بات کو میں نے صحیح سمجھا وہ لکھا ہے، آپ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ پر تحریر کیا ہے، دوسری طرف علماء کرام کی جو رائے ہے وہ احتیاط پر مبنی ہے اور میڈیا کے استعمال کی رائے گنجائش پر ہے۔ احتیاط اور گنجائش کا فرق آپ کو خوب معلوم ہے، اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں، اسی صفحہ پر آگے کتاب میں درج ہے کہ کوئی بھی فریق ہمارے نزدیک مستحق ملامت نہیں، اب ان دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر آپ خود فیصلہ کریں کہ مولانا سعید احمد جلال پوری کے مضمون پر جو تنقید کی گئی ہے وہ درست ہے؟ ایک بات جو تصویر کی ہے اور اس پر سینکڑوں دلائل دیئے ہیں، یہی بات مودودی نے لکھی تھی کہ سینما جائز ہے تو اس کو اکابرین امت نے گمراہ کہا تھا، وہی بات آج آپ کر کے مودودی کے موقف کو درست اور اکابرین کے موقف کو جھٹلا نہیں رہے؟ مولانا جلال پوری اکابرین امت کی رائے کی موافقت کرتے ہیں تو مطعون ٹھہرے، آپ مودودی کی بات کو ٹھیک کہیں تو صواب۔ مولانا سعید احمد جلال پوری کی دوسری بات پر جو آپ نے تنقید کی ہے وہ یہ کہ انہوں نے کہا کہ موجودہ میڈیا پر یہودیوں اور ان کے نمک خواروں کا قبضہ ہے، اس پر چند گمنام چینلوں کا حوالہ دے کر ان کو خوب لتاڑا گیا اور آگے چل کر خود ہی لکھ دیا کہ آج کا موجودہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرونک میڈیا ان پر یہودیوں کا قبضہ ہے، دیکھئے اپنی کتاب "ابلاغ حق" ص:۱۴۱، ص:۱۹۹ بلکہ اس سے آگے تو پورا مضمون ہی ان دلائل پر ہے، واقعی میڈیا پر یہودیوں کا قبضہ ہے یہی بات مولانا جلال پوری لکھیں تو مجرم ٹھہرے اور آپ خود لکھیں تو..... خود فیصلہ کریں؟ الیکٹرونک میڈیا پر علماء کے آنے کا ایک حوالہ تو آپ نے خود مفتی نظام

الدین شامزی شہیدؒ کا دیا کہ ان کو وضاحت کرنی پڑی، آپ نے اس وضاحت کا ذکر نہیں کیا، اب دوسری وضاحت کا حوالہ میں دوں جس انٹرویو کا آپ نے بڑے زور سے ذکر کیا ہے اس کا حال بھی پڑھ لیں حوالہ کے لئے دیکھئے ''البلاغ'' ربیع الاول اور شعبان ۱۴۲۹ھ جن کی نقول حاضر ہیں، جس بیماری کا جلال پوری مدظلہ نے ذکر کیا یا نشاندہی کی وہ مفتی صاحبان کو متاثر کر گئی، مولانا سعید احمد جلال پوری کا موقف انفرادی نہیں بلکہ علماء حق کی ایک جماعت کا موقف ہے اور آپ کی کتاب کے مطابق بھی وہ احتیاط پر مبنی ہے اور مستحق ملامت بھی نہیں باوجود اقرار کے اس پر کئی صفحات کالے کئے۔

آپ کا خیر خواہ

(قاری) محمد آصف

(آپ سے قوی امید ہے کہ جواب دے کر ممنون فرمائیں گے)۔☆☆☆

ختم نبوت کانفرنس، رحیم یار خان

رحیم یار خان (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم دینی درس گاہ جامعہ حسینیہ ربانیہ کی مسجد میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ ضلع رحیم یار خان کی چاروں تحصیلوں سے قافلوں کی شکل میں ہزاروں عاشقانِ مصطفیؐ کانفرنس میں شریک ہوئے تو مجمع کی کثرت سے مسجد کا ہال اردگرد کی جگہ اور وضو خانہ بھر گئے حتی کہ کھڑے ہونے کی جگہ باقی نہ رہی، مدتوں بعد رحیم یار خان میں عاشقانِ مصطفیؐ کا اتنا بڑا ہجوم کسی مسجد میں جمع تھا اور ہال میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔

پورے ہال کو خوبصورت بینروں سے آراستہ کیا گیا تھا، مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ کو خراج عقیدت اور ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے کے مطالبوں پر مشتمل بینرز سب سے نمایاں نظر آرہے تھے۔ داخلی راستے پر انتہائی سخت سیکورٹی کا نظم کیا گیا تھا ہر اندر آنے والے شخص کو ختم نبوت کے رضا کار ختم نبوت کا لٹریچر گیٹ پر ہی دے رہے تھے۔ اسٹیج کے آس پاس بھی سخت سیکورٹی نظم تھا۔

ضلع رحیم یار خان کی مذہبی، سیاسی قیادت اسٹیج پر جمع تھی۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ نے کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ خصوصی خطاب شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت روبہ زوال ہے ایک وقت وہ تھا کہ قادیانیت کے خلاف بات کرنے پر مقدمات قائم ہو جایا کرتے تھے اور ایک وقت یہ ہے کہ پاکستان کا صدر بھی مرزائیت کے کفر پر دستخط کر کے ہی کرسی صدارت پر بیٹھ سکتا ہے۔ انہوں نے غیور سامعین سے اپیل کی کہ قادیانیوں کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے۔ علماء کرام اور خطباء عظام مہینہ میں ایک جمعہ ختم نبوت کے موضوع پر بیان کریں، انہوں نے کہا کہ دین کو مٹانے والے مٹ گئے اور مٹ جائیں گے، دین اسلام باقی رہے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں قادیانیوں کا تعاقب جاری رکھے گی، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تحفظ ناموس رسالت قانون پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے اور قادیانیوں کی اشتعال انگیزیوں کا نوٹس لیا جائے، قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے اور ان کے ارتدادی لٹریچر پر پابندی عائد کی جائے، ان کو کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ، مولانا عبدالغفور ندیم شہیدؒ کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

مولانا محمد اسامہ رضوان نے اپنے پُرجوش انداز میں سامعین کے قلوب کو گرمایا، انہوں نے کہا کہ اگر قادیانیوں کو اسلامی مملکت میں مسلمانوں پر مسلط کرنے کی کوشش کی گئی تو پھر کھلی جنگ ہوگی، مسلمانوں کے خون سے قائم ہونے والے ملک پاکستان میں قادیانیوں کو مسلط ہونے نہیں دیا جائے گا، ان کو لگام دی جائے۔

مفتی محمد راشد مدنی مبلغ ختم نبوت رحیم یار خان نے کہا کہ فتنۂ قادیانیت کے سدباب کے لئے شہداء ختم نبوت نے اپنے خون سے تاریخ رقم کی ہے، ہم اس جدوجہد کے تسلسل کو قائم رکھیں گے۔

قائد اہل سنت والجماعت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ تاریخ گواہ ہے ہم نے کبھی ناموس رسالت اور ناموس صحابہ پر آنچ نہیں آنے دی۔ تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کے قوانین کے خلاف ہونے والی سازشوں کے نتیجے میں قوم کوئی تبدیلی کسی صورت برداشت نہیں کرے گی۔

مولانا عبدالکریم ندیم نے نہایت علمی انداز سے عقیدۂ ختم نبوت کو اجاگر کیا صدر جلسہ مولانا منظور احمد نعمانی نے کانفرنس کے انعقاد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مبارکباد پیش کی اور مقامی امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قاضی عزیز الرحمٰن سراجی کو خراج تحسین پیش کیا۔ مفتی حبیب الرحمٰن، مولانا مشتاق احمد، مفتی عبداللطیف، حافظ اکبر اعوان، میاں مظہر نثار، قاری ظفر اقبال، قاضی شفیق الرحمٰن، قاضی خلیل الرحمٰن، مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور شریک ہوئے۔ رات گئے بخیر و خوبی کانفرنس کا اختتام ہوا، آخر میں علامہ عبدالرؤف ربانی نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔

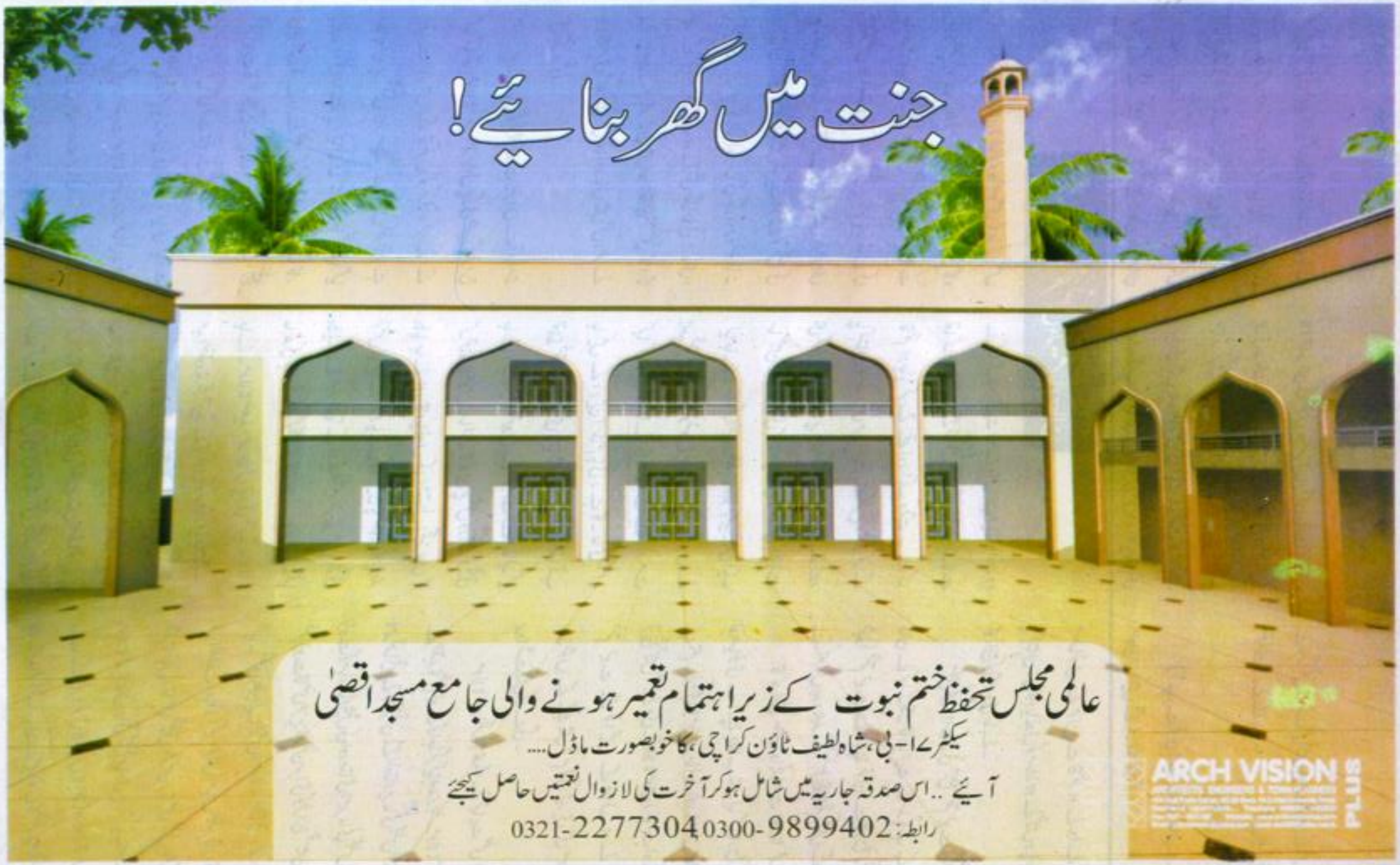

جنت میں گھر بنائیے!
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی، شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آیئے ..اس صدقہ جاریہ میں شامل ہوکر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجئے
رابطہ: 0300-9899402 0321-2277304
ARCH VISION PLUS